11-5-2019

دورہ قرآن(2019)

پارہ نمبر19(وَقَالَ ٱلَّذِينَ)

✧سفیان ثوری کہتے ہیں:

جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کے لیے علم حاصل کرنے اور اس کے حفظ سے بہتر کوئی عمل نہیں پاتا۔

یعنی انسان کی خوش قسمتی کے دروازے کھل جاتے ہیں اگر وہ علم کے راستے پہ چل پڑتا ہے کیونکہ اس کو نیکی کے نئے نئے کام کرنے کے طریقے معلوم ہونگے جس سے وہ اپنی آخرت میں بہت بڑا نفع کما سکتا ہے۔

تو جو شخص علم حاصل کرتا ہے اور صرف علم حاصل ہی نہیں کرتا صرف receive نہیں کرتا بلکہ اس کو retain بھی کرتا اس کو یاد بھی رکھتا ہے یعنی حفظ کرنے کا مطلب یہ نہیں صرف اس وقت رٹ لیا جائے بلکہ اس کو عمل کے وقت یاد بھی رکھا جائے تو ایسا شخص ہی خوش قسمت ہے اور وہ سمجھے کہ اللہ نے اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر لیا ہے۔

✧ حسن بن صالح کہتے ہیں:

لوگ یقیناً اپنے دین میں اسی طرح اس علم کے محتاج ہوں گے جس طرح اپنی دنیا میں کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہیں۔

یعنی ہمارے جسم کو جیسے کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ہمیں دین کے معاملے میں ہمیں علم کی ضرورت ہوتی ہے علم کی محتاجی ہوتی ہے۔

تو اللہ سبحانہ وتعالی ہمیں اس راستے پر چلائے رکھے اور ایسا علم عطا کرے جس سے ہماری دین اور دنیا دونوں سنور جائیں۔

سورۃ الفرقان

❖ آیت 21

وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، آپ کو جھٹلایا، جنہوں نے اللہ تعالی کے وعدے اور وعید کو جھٹلایا جن کے دل میں نہ آخرت کا خوف ہے نہ خالق کا خوف اور نہ خالق سے ملاقات کی کوئی امید ہے انھوں نے اس طرح کی باتیں کی کہ ہمارے اوپر فرشتے کیوں نہ اترے، ہمارے سامنے آتے اور ہمیں یہ بتاتے کہ یہ اللہ کے رسول ہیں یا وہ ہمیں بتاتے کہ کوئی رب بھی ہے اور آخرت بھی ہے اور پھر یہ کہ رسول کی صداقت کی گواہی دیتے کہ تم رسول کی اتباع کرو تو یہ بات انھوں نے کسی واقعی حقیقی ضرورت کے تحت نہیں کی بلکہ اس کا سبب صرف تکبر اور سرکشی ہے کیونکہ انہوں نے اپنے دل میں اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھ رکھا ہے یعنی انسان جب خود کو بہت بڑی چیز سمجھتا ہے تو پھر وہ دوسرے سے بڑی بڑی توقعات بھی رکھتا اور مطالبے بھی کرتا ہے تو یہاں پر اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں کہ انہوں نے بہت بڑی سرکشی کی اور اسی وجہ سے وہ حق بات سننے کو تیار نہیں.

❖ آیت 22

سب سے پہلا کون سا دن ہو گا جس میں انسان فرشتوں کو دیکھیں گے؟

موت کا! جب موت کا وقت آتا ہے تو جان لینے والے فرشتے تا حد نگاہ آکر اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتے ہیں اور اس کی روح نکال کر ان فرشتوں کو دے دیتے ہیں جو پھر نیک ہو تو اچھے کفن میں روح کو لپیٹتے ہیں اور برے انسان کے لیے گندے غلیظ کفن میں لپیٹ کر ٹاٹ میں لپیٹ کر اس کو اوپر لے جاتے ہیں۔

دوسرا کونسا موقع ہے جب انسان فرشتوں کو دیکھیں گے؟

قبر میں دیکھیں گے منکر نکیر کی شکل میں دیکھیں گے۔

تیسرا موقع کونسا ہے؟ یوم حشر، میدان حشر میں دیکھیں گے۔

تو ان تینوں مواقع پر دو طرح کے فرشتے ہیں:

- نیک لوگوں کے لیے اچھے خوبصورت شکل والے خوشخبری دینے والے فرشتے ہیں۔
- اور برے لوگوں کے لیے، مجرم لوگوں کے لیے عذاب کی وعید سنانے والے اور ان کی پٹائی کرنے والے فرشتے ہیں کیونکہ مجرم لوگوں کی جب روح نکالی جاتی ہے تو فرشتے آکر ان کو باقاعدہ ان کے چہروں پہ ان کی پیٹھوں پر مارتے ہیں اور اسی طرح منکر نکیر بھی ان کو ماریں گے اور قیامت کے دن بھی ان کی سخت شامت آئے گی۔

اس لیے انسان کو صرف یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ فرشتے جو آئے ہیں تو یہ بہت خوشی کا دن ہو گا۔ نہیں جس دن یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے وہ دن ایسے مجرموں کے لیے کوئی خوشی کا دن نہ ہو گا اور وہ پکار اٹھیں گے کہ ہم تو تم سے پناہ مانگتے ہیں اب ہم فرشتے نہیں دیکھنا چاہتے۔

ابھی کیا کر رہے ہیں؟ فرشتوں کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

اور اس دن کیا کہیں گے کاش ہمیں فرشتے نظر نہیں آئیں کیونکہ وہ اتنی خوفناک شکلوں میں ہوں گے کہ ان کی روح فنا ہو جائے گی اور وہ سمجھ لیں گے کہ اب بچنے کا کوئی راستہ نہیں۔

کیونکہ وہ انکے ہاتھوں پوری طرح قید ہو جائیں گے، جان نکالنے والے فرشتے بھی اس وقت تک نہیں ٹلیں گے جب تک کہ جان لیں نہ لیں اور اسی طرح قبر کے حساب کتاب کے وقت اور آخرت میں بھی۔

❖ آیت 23

جو کچھ انھوں نے کیا دھرا ہو گا ہم ادھر توجہ کریں گے تو اسے اڑتا ہوا ہوں غبار بنا دیں گے یعنی مجرموں کے جو اچھے کام تھے دنیا میں وہ بھی قبولیت کے شرف سے محروم ہو جائیں گے, یعنی وہ کام ہونگے کہ جو انہوں نے بظاہر کسی کی مدد کی ہو گی یا شہرت کے لیے کوئی اچھے اچھے کام کیے ہونگے لیکن کیونکہ وہ کام اللہ کے لیے نہیں کیے ہوں گے، اللہ پر ایمان کے بغیر کیے ہوں گے اس لیے ان کاموں سے ان کو کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

اسی طرح کچھ اور لوگوں کے اعمال بھی غبار بن کے رہ جائیں گے وہ کون لوگ ہیں؟

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں اپنے امت کے ان لوگوں کو جانتا ہوں جو قیامت کے دن سفید تہامہ پہاڑیوں کی مثل ڈھیروں نیکیاں لے کر آئیں گے لیکن اللہ ان کی نیکیوں کو فضا میں پھیلے ہوئے غبار کے باریک ذروں کی طرح کر دے گا (چھوٹے چھوٹے دھوپ کی اگر روشنی کی ایک کرن آرہی ہو تو اس میں آپ خاکی ذرات دیکھ سکتے ہیں تو ان کے اعمال اتنے باریک ذرروں میں اڑادئے جائیں گے یہ کون لوگ ہونگے؟ کیا یہ کوئی کافر یا منافق یا مشرک یا مجرم لوگ ہونگے۔۔ نہیں) بیشک وہ تمہارے ہیں بھائی ہونگے تمہاری ہی نسل سے ہوں گے رات کو تمہاری طرح قیام کریں گے یعنی تراویح وغیرہ بھی پڑھیں گے لیکن وہ تنہائیوں میں اللہ کے حرام کردہ امور کا ارتکاب کریں گے جن سے ان کو روکا گیا ہو گا۔

یعنی اکیلے میں وہ حرام کام کرتے ہونگے تو اب حرام کاموں کے اندر بہت ساری چیزیں آجاتی ہیں، فحش کام بھی آجاتے ہیں زنا آجاتا ہے، اسکرین کے اوپر غلط چیزیں سننا دیکھنا یہ چیزیں بھی آجاتی ہیں، اسی طرح چپکے چپکے غیبت کرنا یا اور اسی طرح کی جن چیزوں کو بھی اللہ نے حرام قرار دیا ہے وہ ان کا ارتکاب کریں گے۔

تو ایک مومن جو ہوتا ہے وہ باطن اور ظاہر میں نیک ہوتا ہے وہ تنہائی میں بھی اپنے رب سے ڈرتا ہے اور سب کے سامنے بھی اپنے رب سے ڈرتا ہے وہ صرف ایک public figure نہیں ہوتا کہ اُس نے ان لوگوں کے سامنے کوئی نیکی کے جھنڈے لہرائے ہوئے تو لوگ اس کی واہ واہ کریں نہیں وہ اپنی تنہائی میں بھی اللہ کے سامنے روتا ہے اور ڈرتا ہے اور یہ انتہائی ضروری ہے ورنہ انسان کے نیک اعمال بھی ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

❖ آیت24

یعنی دوپہر کو آرام کرنے کا بہترین مقام اُن کو ملے گا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ قیلولہ کی کتنی اہمیت ہے۔ کہ اہل جنت بھی قیلولہ کریں گے یعنی ساری نعمتوں کو انجوائے کرتے ہوئے۔

آپ نے دیکھا ہو گا عید کے دن جیسے آپ بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں اور اچھا کھاتے پیتے ہیں پھر اس کے بعد آپ کا دل کیا چاہتا ہے تھوڑی دیر ستانے کو تو جنت میں اگرچہ ہر طرف نعمتیں اور راحتیں ہی ہونگی لیکن ان کو پا کر بھی انسان کا دل چاہے گا کہ تھوڑی دیر ستالوں۔

قیلولہ جو ہے وہ یہ سنت ہے اور ایک عبادت سمجھ کر کرنا چاہیے اور اس کے دنیاوی بھی بہت سے فائدے ہیں اور اگر انسان بالکل قیلولہ نہیں کرتا تو

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

قیلولہ کرو بے شک شیاطین قیلولہ نہیں کرتے۔

اور قیلولہ کوئی دو گھنٹے کی sleep نہیں ہوتی بلکہ چند منٹ کے لیے بھی انکھیں بند کر کے خاموش ہو کے اپنے آپ کو shut down کر لینا چاہئے

✷ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

"ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چمڑے کا فرش بچھا دیتی تھیں (یعنی بیڈ سا بچھا دیتیں) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں اس چمڑے کے فرش پر قیلولہ کیا کرتے تھے۔

✧ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کبھی کبھار قریش کے مرد بیٹھا کرتے تھے جب سایہ ڈھل جاتا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے اٹھ جاؤ، جو قیلولہ کرنے سے باقی رہ گیا وہ شیطان کا حصہ ہے اس کے بعد وہ جس آدمی کے پاس سے بھی گزرتے اس کو کام سے اٹھا دیتے تھے کہ اٹھو اور قیلولہ کرو یعنی اتنا اپنے لئے اہم قرار دیتے۔

✧ اسحق بن عبداللہ کہتے ہیں:

قیلولہ کرنا نیک لوگوں کے عمل سے ہے، یہ دل کو مضبوط کرنے والا ہے اور رات کے قیام پر قوت دینے والا ہے یعنی قیلولہ سے رات کا قیام آسان ہوتا ہے۔

❖ آیت 27

تو یاد رکھیے

قیامت کے دن جن باتوں پر انسان کو سخت ندامت ہوگی پریشانی ہوگی اور انسان اپنے ہی ہاتھوں کو کاٹے گا اور اپنے ہی آپ کو ملامت کرے گا اور ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سنت کا طریقہ کیوں نہیں اپنایا۔

✷ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

اے لوگوں جس وقت میں حوض پر تمھارا منتظر ہوں گا اور تمہیں گروہ در گروہ لایا جائے گا اور راستے تمھیں متفرق کر دیں گے (یعنی اِدھر اُدھر ہو جاؤ گے تو میں تمھیں آواز دے کر کہوں گا کہ اس راستے کی طرف آجاؤ تو میرے پیچھے سے ایک منادی پکار کر کہے گا انھوں نے آپ کے بعد دین کو بدل دیا تھا اس پر میں کہوں گا یہ لوگ دور ہو جائیں یہ لوگ دور ہو جائیں۔

یعنی وہ طریقہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے اور جس پر صحابہ قائم رہے اور جس پر بعد کی نسلیں قائم رہیں اس طریقے کو چھوڑ کر تجدید کے نام پر اور Modernism کے نام پر دین میں نئے نئے تصورات ایجاد لینا اور اجماع کے راستے سے ہٹ جانا یہ انسان کے لئے بہت خطرناک طریقہ ہے اور قیامت کے دن اس پر انسان کو اس پر ایسی ندامت ہوگی کہ کاش میں وہی طریقہ اختیار کرتا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا۔

❖ آیت 28

کیونکہ عام طور پر انسان ایسے دوستوں کے ہاتھوں بہکتا ہے۔

وہ کسی خاص راستے پر چلتے ہیں اور پھر جو ان کے قریبی یا like minded لوگ ہوتے ہیں ان کو بھی اپنی طرف گھسیٹتے ہیں یا گھسیٹنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس وقت انسان اس بات کے لیے تو اپنے آپ کو ملامت کرے گا ہی کہ اس نے رسول کا راستہ کیوں نہ اختیار کیا ساتھ ہی وہ اپنے اس دوست کو بھی برا بھلا کہے گا جس نے اس کو اصل راستے سے ہٹا کر گمراہی کے راستے پر ڈال دیا۔

❖ آیت 29

ہم سب کو محتاط ہونا ہے کہ ہماری دوستی کن لوگوں سے ہے۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لیے تم میں سے ہر ایک کو غور کر لینا چاہیے کہ وہ کس کو اپنا دوست بنا رہا ہے۔

یعنی کس سے اس کا قلبی تعلق ہے۔ کس سے اس کا زیادہ ترinteraction رہتا ہے کیونکہ اس طرح انسان دوسرے سےinfluence ہو جاتا ہے اگر دوست اچھا ہو تو نیکی کی چیزوں میںinfluence ہوتا ہے اور اگر دوست اچھا نہ ہو تو انسان نیکی کے راستے کو چھوڑ بھی سکتا ہے۔

❖ آیت30

ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورٗا کے دو معنی ہیں

1۔ نشانہ تضحیک یعنی مذاق کی جگہ پر رکھا

2۔ چھوڑ دیا

✧ علامہ شنقیطی کہتے ہیں:

کہ ہر مسلمان جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اسے چاہیے کہ اس آیت کریمہ میں غور کرے اور اس میں بار بار گہری نظر سے دیکھے تاکہ وہ اپنے نفس کے لیے اس عظیم پریشانی اور بڑی مصیبت سے نکلنے کا راستہ بنائے جو اس زمین کے سارے مسلمانوں کو شامل ہے اور عام ہے۔

یعنی آپ کی قوم کون ہے؟ قریش بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو آپ پر ایمان لے آئے اور ایمان لانے کے بعد پھر انھوں نے قرآن کو چھوڑ دیا۔

ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورٗا تو قرآن کو چھوڑنے کی کچھ اقسام ہیں:

علامہ ابن القیم الجوزیہ کہتے ہیں کہ

قرآن کو ترک کرنے کے کئی اقسام ہیں

1۔ اس کو نہ سننا اور نہ اس پر ایمان لانا

2۔ اس پر عمل نہ کرنا، نہ اس کے حلال وحرام پر رکنا اور نہ ہی اس کے کسی حکم کو ماننا

3۔ اس کو حاکم نہ بنانا (یعنی اپنے جھگڑوں کے فیصلوں میں اس کی طرف نہ جانا)

4۔ اس پر غور و فکر نہ کرنا اس کا فہم حاصل نہ کرنا

5۔ اس کے ذریعہ علاج نہ کرنا۔

کیونکہ قرآن جو ہے دل کے تمام امراض اور بیماریوں میں انسان کو شفاعطا کرتا ہے کیونکہ وَشِفَآءٞ لِّمَا فِي ٱلصُّدُورِ کے لفظ آتے ہیں قرآن مجید میں اور کسی اور سے بیماری کا علاج طلب کرنا اور اس قرآن سے علاج نہ کرنا یعنی اور گولیاں کھاتے رہنا لیکن دم نہ کرنا یہ بھی اس کو چھوڑنا ہے۔

یہ سب اللہ کے اس قول میں داخل ہے۔

وَقَالَ ٱلرَّسُولُ يَٰرَبِّ إِنَّ قَوۡمِي ٱتَّخَذُواْ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ مَهۡجُورٗا

❖ آیت 31-32

یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے کیونکہ انسان کی زندگی میں انسان کے اندر ہر روز ایک نئ تبدیلی آئی ہوئی ہوتی ہے یعنی ایک دن آپ اٹھتے ہیں تو آپ خوش ہوتے ہیں دوسرے دن آپ اٹھتے ہیں تو آپ کو کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے تیسرے دن آپ نے کوئی خواب دیکھا ہوتا ہے جو آپ کو بے چین کر رہا ہوتا ہے چوتھے دن آپ بچوں کی طرف سے کوئی ایسی بات سن لیتے ہیں جو آپ کو ڈسٹرب کر دیتی ہے ایسے میں دن اور رات الٹ پلٹ ہوتے ہوئے آپ کے اندر میں آپ کے ماحول میں اتنی تبدیلیاں آرہی ہوتی ہیں اور یہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں ہم میں سے ہر ایک کے لئے ایسا ہی ہوتا ہے اور آپ ﷺ کا تو ظاہر ہے مقام بہت بڑا تھا اور آپ کے تو حالات بہت سنگین تھے جو مخالفت وغیرہ تھی تو اللہ سبحانہ وتعالی چاہتے تو ایک ہی دفعہ ایک ہی جلد میں قرآن نیچے اتار دیتے لیکن تھوڑا تھوڑا کر کے دیا تا کہ آپ کے دل کو تسلی ہو اور آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ جو لوگ قرآن کی کلاس وغیرہ اٹینڈ کرتے ہیں اکثر یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہمارے دل میں ایک سوال آیا ہمارے ذہن میں کوئی پریشانی آئی اور جب ہم قرآن کی مجلس میں آ کے بیٹھے تو ہمیں اس کا جواب مل گیا تو یہ ہر روز تھوڑا تھوڑا پڑھنے کا فائدہ ہوتا ہے۔

❖ **آیت 33** یعنی جو طرح طرح کے اعتراضات لوگ آپ پر کرتے ہیں ان کے جواب بھی آپ کو ساتھ ساتھ ملتے جائیں۔

❖ **آیت 36** یعنی قوم فرعون کی طرف

❖ آیت 39

یعنی یہ جتنی بھی قومیں تھیں جن کا اجمالا ذکر کیا جارہا ہے ان سب کو ہم نے پچھلی قوموں کے حالت پیش کر کے خبر دار کیا کہ دیکھو انھوں نے انکار کیا تھا ان کی شامت آئی تھی کہیں تمھاری بھی نہ آئے لیکن جب وہ نہیں مانے تو ہم نے ان کا نام ونشان تک مٹا دیا کسی کو یہ بھی نہیں پتہ کہ وہ دنیا میں کبھی exist بھی کرتے تھے۔

❖ **آیت 40** وہ کون سی بستی ہے؟ قوم لوط

❖ **آیت 42** آخرت کا انکار ہی ان کی خرابیوں کا سبب ہے۔

تو یاد رکھیے

کوئی مومن ہو یا کافر جب آخرت پر ایمان نہ ہو یا آخرت پر شک میں ہو یا پھر وہ ایمان کمزور ہو تو انسان کے اندر تقوی آ نہیں سکتا، انسان برائیوں سے نہیں بچ نہیں سکتا۔

❖ آیت 43

- خواہشات کو الہ بنانا، اپنی خواہشات کو سب سے اوپر رکھنا۔
- اللہ کا حکم پیٹھ پیچھے کر دینا اور جو دل میں آئے اس کو فالو کرنا۔

- یعنی اپنی خواہشات کی اطاعت کرنا ایسا ہے جیسا گویا کہ وہ الہ بن جائے۔

اور خواہش انسان کو پھر ہر فساد کی طرف لے جاتی ہے کیونکہ

إِنَّ ٱلنَّفۡسَ لَأَمَّارَةُۢ بِٱلسُّوٓءِ خواہشات نفس سے ہوتی ہیں اور نفس انسان کو برائی پر اکساتا رہتا ہے۔

خواہشات کی پیروی ہی گمراہی کا باعث ہے۔

فرمایا

وَلَا تَتَّبِعِ ٱلۡهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيدُۢ بِمَا نَسُواْ يَوۡمَ ٱلۡحِسَابِ(سورۃ ص26)

اور خواہش نفس کی پیروی نہ کرنا ورنہ یہ بات تمھیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔

لیکن انسان بھٹکتے بھٹکتے کہاں جا گرتا ہے؟ جہنم میں

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اپنی خواہش نفس کو پورا کرنے میں لگ جاتے ہیں، ان کے لیے قیامت کے دن آگ کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔

یہ کیسے ہے؟

جیسے مثال کے طور پہ نماز کے وقت آپ کو نیند آرہی ہے اور آپ کا الارم بج رہا ہے آپ اس کو بند کر دیتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے نماز کا وقت چلا جائے گا لیکن آپ اٹھ کے ہی نہیں دیتے۔

اسی طرح روزہ رکھنے کے بجائے کھانا پینا، آپ کی بہت بڑی خواہش ہے آپ اس پر کنٹرول نہیں کر سکتے تو اللہ کا حکم پیچھے کر دیا۔

اسی طرح آپ کو اپنی آرام دہ زندگی پسند ہے تو حج پہ جانا آپ کو مشکل لگتا ہے تو آپ نے اپنی خواہش نفس کی پیروی کی۔

پھر اسی طرح لوگوں کے ساتھ معاملات میں خواہش نفس کی پیروی مثلاً انسان کا دوسروں کے اوپر حکم چلانا، تحکم اختیار کرنا یا ان کو let down کرنا یا جو دل میں آئے وہ بولے چلے جانا یا جو دل میں آئے سنتے چلے جانا۔ تو یہ ساری چیزیں خواہش نفس سے تعلق رکھتی ہیں۔

جنسی معاملات میں انسان کی خواہشات میں حلال و حرام کی پرواہ نہ کرنا اور بیوی کو چھوڑ کر حرام طریقوں سے اپنی خواہش پوری کرنا۔ یہ ساری چیزیں اسی میں شامل ہو جاتی ہیں یعنی جو بھی حرام راستے ہیں، ناجائز راستے ہیں وہ اسی طرف انسان کو لے جاتے ہیں۔

❖ آیت44

جیسے مویشی ہوتا ہے گائے بھینس وغیرہ ان کو صرف اپنی خواہش پوری کرنے کا ہی پتہ ہوتا ہے کہ انھوں نے کھانا پینا ہے اور بچے پیدا کرنے ہیں اور بس۔ ان کی زندگی میں کوئی اور بڑے مقاصد نہیں ہوتے۔

❖ آیت45

اگر اللہ تعالی سورج کو still کر دیتے جیسے ہماری لائٹس آن آف ہوتی ہیں ایسے ہی سورج بھی آن آف ہو جاتا۔

اور یہ بھی آپ دیکھیں صرف اگر ایک ہی جگہ پر سورج چمکتا رہتا تو کتنی عجیب دنیا ہوتی لیکن دھیرے دھیرے اٹھتا ہے پھر روشن ہو جاتا ہے پھر دھیرے دھیرے غروب ہوتا ہے اور اس میں ایک سکون کی کیفیت ہوتی ہے اور پھر اس سے اوقات کا بھی پتہ چلتا رہتا ہے کہ صبح ہے یا شام ہے۔

❖ آیت51

طائف میں الگ ہوتا، مکہ میں الگ، مدینہ میں الگ لیکن اللہ تعالی کا یہ طریقہ نہیں اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ ایک ہی نبی سب کے لئے کافی ہے۔

❖ آیت52

یعنی قرآن کو لے کر اس کے ساتھ جہاد کیجیے مطلب یہ ہے کہ اس کی تعلیم کو عام کیجیے اس کی پیغام کو عام کیجیے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو کفر اور شرک سے بچایئے۔

تو اس میں قرآن کو وسیع پیمانے پر پھیلانے اور لوگوں تک لیجانے میں جو محنت ہے اس کو جہاد کا نام دیا ہے۔

کیونکہ یہ مکی سورۃ ہے اور مکہ میں کوئی قتال نازل نہیں ہوا تھا، جنگ کا حکم نہیں آیا تھا بلکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پیغام پہنچایا جا رہا تھا۔

❖ آیت58

یعنی اپنے بندوں کے بارے میں خوب جانتا ہے کہ وہ کیا کیا گناہ کرتے ہیں۔ استغفر اللہ!

اس لئے انسان لوگوں سے ڈرے تو فائدہ کوئی نہیں اور لوگوں سے چھپ کے گناہ کرے تو فائدہ نہیں کیونکہ گناہ کا اصل نقصان جہاں ہے یا جس کی طرف سے گناہ پر سزا ملنے والی ہے وہ تو ہر جگہ ہی دیکھ رہا ہے۔ لوگ دیکھ رہے ہوں یا نہ دیکھ رہے ہوں وہ ہر جگہ دیکھ رہا ہے تو اس لیے چھپ کے بھی گناہ کرنے کا فائدہ نہیں کیونکہ وہ بھی اللہ کی نظر میں ہے۔

❖ آیت59

یعنی جو رحمن کی معرفت رکھتا ہے رحمٰن کو پہچانتا ہے اس سے معلوم کیجیے کہ رحمٰن کون ہے؟ اسکی رحمت کیا ہے؟

❖ آیت60

اور اس کا تجربہ آپ لوگوں نے بھی کیا ہو گا کہ کچھ لوگوں کو آپ نماز کا کہتے ہیں تو وہ اور زیادہ آپ سے چڑ جاتے ہیں اور زیادہ آپ سے متنفر ہوتے ہیں دور بھاگتے ہیں کہ ان کے پاس نہیں پھٹکنا یہ پھر نماز کا پوچھیں گے۔

تو یہاں پر جو اللہ تعالی کی صفت الرحمٰن استعمال ہوئی ہے اور رحمٰن کے بارے میں پوچھنے کا بھی کہا گیا یہ کہ پوچھو رحمٰن کون ہے؟

یاد رکھیے اللہ کے خاص ناموں میں سے ہے یہ نام اور اللہ کے سوا کسی اور کا یہ نام رکھا نہیں جا سکتا اللہ کے سوا کسی اور کو رحمان نہیں کہا جا سکتا اور الرحمٰن اور الرحیم دونوں نام جو ہیں یہ رحمت سے مشتق ہیں۔

رحمت کے لغوی معنی ہوتا ہے۔

نرم دلی اور شفقت کرنا، مہربانی کا سلوک کرنا

رحمٰن میں رحیم سے زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے

اور اللہ کی رحمت نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔

اللہ نے اپنی ذات پر اپنی رحمت کو لازم کر رکھا ہے۔

اللہ کی رحمت اللہ کی غضب پر حاوی ہے۔

زمین میں اس کی رحمت کا صرف ایک حصہ ہے جو ساری مخلوقات کو دیا گیا ہے۔

تو ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم بندوں پر مہربان ہوں اور اللہ کی رحمت کو پانے والے کام کریں۔

تو اللہ کی رحمت کن کاموں سے آتی ہے:

1۔ سب سے پہلے تو اللہ پر ایمان لانے سے پھر

2۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے وَأَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَٱلرَّسُولَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُونَ (آل عمران 132)

3۔ قرآن کی پیروی اور تقوی اختیار کرنے سے

4۔ نیک اعمال کرنے سے جیسے نماز پڑھنا، اللہ کے راستے میں جہاد اور ہجرت کرنا۔ اللہ کا ذکر بلند کرنا اور دوسروں پر رحم کرنا۔

✷ حدیث میں آتا ہے

الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ

رحم کرنے والے، رحمٰن ان پر رحم کرے گا۔

اس کی رحمت تو بہت عام لیکن کفر کرنے والوں کے لئے نہیں شرک کرنے والوں کے لئے نہیں بلکہ اس کے برعکس اطاعت کرنے والوں کے لئے ہے جو یہ سب کام کرتے ہیں۔

❖ آیت 61

بُرج فرشتوں کے خاص مقامات ہوتے ہیں جہاں وہ اپنے کچھ اُمور طے کرتے ہیں اور شیاطین بھی بعض اوقات جا کر وہیں چھپنے کی کوشش کرتے تھے۔

❖ آیت 62

رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آتے جاتے ہیں اللہ نے ان کو یاد دہانی کا ذریعہ بھی بنایا۔ دن آتا ہے پھر رات آتی ہے تاکہ جو کام دن میں چھوٹ جائیں وہ رات کو کرلیں اور جو رات کو چھوٹ جائیں وہ دن میں کرلیں یعنی اگر دن میں نیکیوں میں کچھ کمی رہ گئی ہے تو وہ رات کو پوری کرلیں اور اگر رات میں رہ گئی ہے تو دن میں اور اگر رات کی نماز رہ گئی ہے کسی وجہ سے تو دن میں وہ نوافل ادا کرلیں اور اگر دن میں کوئی کمی پیشی رہ گئی ہے تو رات کو اٹھ جائیں کیونکہ انسان کی طبیعتیں بھی بدلتی

رہتی ہیں، کبھی اچھا حال ہوتا ہے کبھی بیزار ہوتا ہے، کبھی تھکن ہوتی ہے کبھی آرام کی کیفیت ہوتی ہے تو اگر تھکن کی کیفیت میں کوئی نیک عمل رہ گئے یعنی دن کے کام کاج میں تو رات کے آرام کے ساتھ ان کو پورا کر لیں۔

❖ آیت 63

اور پھر یہاں سے **عباد الرحمٰن کی صفات** شروع ہوتی ہیں

رحمن کے بندے جو خاص بندے ہیں۔ پیچھے رحمٰن کا ذکر ہوا ہے تو رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو یہ کام کریں تا کہ وہ رحمٰن کی رحمت کو پائیں۔

رحمن کے حقیقی بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔

اور اگر جاہل ان سے مخاطب ہوں تو بس سلام کہہ کر کنارہ کش ہو جاتے ہیں یعنی جہالت کے جواب میں بھی بھلی بات کرتے ہیں بد کلامی نہیں کرتے فحش گوئی نہیں کرتے، بد مزاجی سے نہیں کام لیتے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی چال بھی بہت آرام والی ہوتی ہے۔

آرام سے مراد یہ نہیں کہ سست چال ہوتی ہے بلکہ قدم جما کے شور کیے بغیر اور بھاگے دوڑے بغیر دوسروں کو تکلیف دیئے بغیر باوقار اور پر سکون انداز میں چلتے ہیں ۔کیونکہ چال بھی انسان کی شخصیت کی عکاس ہوتی ہے۔

الحمدللہ اگر سارا سال نہیں تو رمضان میں اور اگر رمضان سارا بھی نہیں تو رمضان کے آخری عشرے میں راتیں عبادت میں گزرتی ہیں۔

❖ آیت 64

رات کی نماز کی بہت اہمیت ہے۔

✷ نبی صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا:

جس آدمی نے رات کے قیام میں دس آیتیں تلاوت کی اس کے لیے اجر کا ڈھیر لکھا جاتا ہے اور یہ ڈھیر دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے۔

✷ نبی صلی اللہ علی وسلم نے یہ بھی فرمایا:

فرض نمازوں کے بعد سب سے فضیلت والی نماز رات کی نماز ہے یعنی تہجد کی نماز۔

✷ نبی صلی اللہ علی وسلم نے یہ بھی فرمایا:

سلام پھیلاؤ اچھی گفتگو کرو صلہ رحمی کرو راتوں کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم قیام کرو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

❖ آیت 69

چونکہ اس کا عذاب ٹلنے والا نہیں اس کی گرمی کم نہیں ہوگی زیادہ ہی ہوگی یعنی ایسا ہوتا ہے کہ جب گرمی آتی ہے تو انسان تھوڑا اس سے مانوس ہوتا ہے تو پھر گرمی کچھ کم لگتی ہے شروع میں ایک دم تبدیلی ہوتی ہے تو طبیعت پر بڑی بھاری گزرتی ہے جہنم میں کیا ہو گا کہ آگ سے جب تھوڑا سا بھی مانوس ہونے لگیں گے تو اس کی گرمی بڑھا دی جائے گی۔

فَذُوقُواْ فَلَن نَّزِيدَكُمۡ إِلَّا عَذَابًا(النباء30) پس چکھو ہم نہ اضافہ کریں گے مگر عذاب میں

یعنی جہنم کے عذاب میں کمی نہیں ہو گی بلکہ جب اس آگ کی شدت ذرا کم محسوس ہونے لگے گی تو اس کا temperature اور اس کی سزائیں اور بڑھادی جائیں گی۔

ہم سب کو خاص طور پر جہنم کی آگ سے بچنے کی دعا کرنی چاہیے کیونک

ہفَمَن زُحْزِحَ عَنِ ٱلنَّارِ وَأُدْخِلَ ٱلْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَۗ(آل عمران185)

کہ جو آگ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گئے۔

یہ ہے اصل کامیابی اور یہاں سے تو ہمیشہ کے گھر میں داخل ہونا یعنی ہمیشہ کی زندگی شروع ہونا ہے اس لیے بہت ضروری ہے کہ ہم اس کی فکر کریں اور جہنم سے پناہ مانگیں۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ سے جہنم کے عذاب کی پناہ مانگا کرو۔یعنی اس سے بچنے کی

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگ لے تو جہنم خود کہتی ہے کہ اے اللہ اس بندے کو مجھ سے بچالے۔

ہر روز کم از کم تین بار ضرور دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالی ہم کو جہنم سے بچا کر رکھے اور جب ہم جہنم سے بچنے کی دعا کریں گے اور فکر کریں گے تو پھر وہ کام بھی چھوڑیں گے جو جہنم میں لے جانے والے ہیں۔

❖ **آیت68** یعنی قتل اور زنا کی سزا ہے اس پر حد بھی ہے یہ حدود میں سے ہے۔

❖ **آیت70**

یادرکھیے

خالص توبہ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتی ہے۔ کتنی خوبصورت بات ہے یہ۔

یعنی اللہ تعالی واقعی رحمن اور رحیم ہے کہ انسان سے اگر کچھ گناہ ہو چکے ہیں اور انسان ان پر پھر شرمندہ ہوتا ہے، توبہ کرلیتا ہے، totally life style بدل لیتا ہے تو پھر جو پچھلے ماضی میں برے کام ہوئے تھے ان برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے یعنی ان پر پھر سزا نہیں دی جاتی یعنی قیامت کے دن اگرچہ اس کے اعمال نامے میں وہ لکھے ہونگے لیکن اس کو سزا نہیں ملیں گے ان پر اس کو نقصان نہیں دیں گے کیونکہ

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اس شخص کی مثال جو برائیاں کرنے کے بعد نیکیاں کرتا ہے اس آدمی کی طرح ہے جس پر تنگ زرہ ہو جس سے اس کا گلا گھٹ رہا ہو آدمی جب نیکی کرتا ہے تو ایک کڑا ٹوٹ جاتا ہے پھر جب دوسری نیکی کرتا ہے دوسرا کڑا ٹوٹ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ زرہ ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر آجاتی ہے۔

یعنی گناہ جو ہے وہ انسان کو جکڑ لیتا ہے دل کو بھی پکڑ لیتے ہیں اور overall اس کو جکڑ لیتے ہیں یعنی ایسا انسان relax نہیں ہوتا خوش نہیں ہوتا۔

توبہ اس ایک ایک کڑے کو جس نے انسان کو جکڑا ہوا ہے اس کو توڑنا شروع کر دیتی ہے اور ایک ایک نیکی جو ہے وہ انسان کو شرح صدر عطا کرتی ہے جیسا کہ آپ نے محسوس کیا ہو گا جب آپ تراویح پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، ذکر اذکار کرتے ہیں، صدقہ خیرات کرتے ہیں، قرآن کی تفسیر سنتے ہیں، یہ سب نیکی کے کام ہیں تو اُن سے آپ کی اندر، آپ کی دل کی گھٹن میں ضرور کمی واقع ہوتی ہے۔

❖ آیت 72

یعنی جھوٹ لغو کھیل کود بری باتوں سے بری مجلسوں سے اعراض برتتے ہیں۔

بری باتیں کرنے والوں کے ساتھ شامل نہیں ہوتے۔

بلکہ ان کے اندر حیا ہوتی ہے اور وہ ایسی مجلسوں میں جاتے بھی نہیں ہیں۔

✧ ابن القیم کہتے ہیں:

کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے عبادالرحمان کی اس بات پر تعریف فرمائی ہے کہ وہ جھوٹی مجلسوں میں جانا چھوڑ دیتے ہیں (یعنی ایسی مجالس میں نہیں جاتے جہاں جھوٹ فریب کا کاروبار ہو یا دھوکا دہی ہو یا جھوٹی باتیں پھیلائی جا رہی ہوں، ان جگہوں کو وہ چھوڑ دیتے ہیں) پھر اُس کا کیا حال ہو گا جو جھوٹ بولے اور اس پر عمل کرے پھر اس کی کیسی پکڑ ہو گی۔

جو شخص جھوٹ سے نہ بچے اس کا روزہ بھی قبول نہیں ہوتا۔

✷قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ

رواه البخاري (1804).

جو شخص جھوٹی بات کرنا اور اس پر عمل کرنا اور جہالت کی باتوں کو نہیں چھوڑتا اللہ کو اس کے روزے کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے

❖ آیت 73

رب کی آیات کو بس اندھے بہروں کی طرح نہیں سنتے۔

بہرہ وہ ہوتا ہے جس کے کان کو آواز لگے بھی تو سنائی نہیں دیتا اور اندر نہیں کچھ اترتا سمجھ نہیں آتا کہ دوسرا کیا کہہ رہا ہے۔ تو اسی طرح قرآن کو بس صرف اس طرح سننا کہ کچھ سمجھ نہ آئے تو یہ بھی درست نہیں ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ قرآن سننا چھوڑ دے انسان۔

اس کا کیا مطلب ہے کہ قرآن کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

✧ قریظی کہتے ہیں

مومن کی آنکھ کو اس بات سے بڑھ کر ٹھنڈا کرنے والی اور کوئی چیز نہیں کہ وہ اپنی بیوی اور اپنی اولاد کو اللہ کا مطیع فرماں دیکھے۔

آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ جب آپ کے بچے کوئی نیکی کا کام کرتے ہیں تو جو آپ کو خوشی ہوتی ہے وہ کسی بڑی دولت کے کما کر لانے پر بھی نہیں ہوتی۔

تو اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ہمیں اپنی اولاد کی اچھی تربیت بھی کرنی چاہیے، اور انہیں باادب بنانا چاہیے، دوسروں کے فائدے کا بنانا چاہیے، امت کی اور تمام انسانوں کی خیر خواہی کرنے والا بنانا چاہیے۔

اسی طرح یہاں پر یہ جو لفظ ازواج ہے اس کا اطلاق بیوی کے لئے بھی ہوتا ہے، شوہر کے لئے بھی ہوتا ہے اور ساتھیوں کے لیے بھی ہوتا ہے۔

جن کے ساتھ مل کے انسان کام کرتا ہے یعنی ازواج صرف شوہر اور بیوی نہیں ہوتے بلکہ جن کے ساتھ مل کر انسان نیکی کے کام کرتا ہے اچھے اچھے کام کرتا ہے جو ہمارے ساتھ رہتے ہیں جن کے ساتھ ہمارے دن کا ایک بڑا حصہ گزرتا ہے۔

تو یا اللہ ہمارے لیے فتنہ نہ ہو وہ وبال جان نہ ہوں بلکہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں، آپ دیکھیں کہ جب اچھے لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں تو بھاری سے بھاری کام آسان ہو جاتا ہے۔

آپ دیکھیں کہ جو لوگ جاب کرتے ہیں، کام کرتے ہیں دو طرح کے ہوتے ہیں:

ایک وہ ہوتے ہیں جنہیں ہر روز صبح اٹھ کے بخار چڑھا ہوتا ہے کہ ہائے کام پر جانا ہے اس کی ایک بڑی وجہ کیا ہے کہ باس ایسا ہے کہ شرافت سے بات ہی نہیں کرتا کبھی انسانوں جیسی بات ہی نہیں کرتا colleagues ایسے ہیں کہ جڑیں کاٹنے کو تیار ہیں۔

لیکن کچھ جگہیں ایسی ہوتی ہیں جہاں انسان کام کرتا ہے تو رات کو سوتے ہوئے بھی مسکرا کر سوتا ہے کہ صبح جائیں گے اور پھر صبح اچھے اچھے کام مل کر کریں گے۔

تو یہ بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔ آج کے بعد جب یہ دعا مانگیں تو صرف گھر والوں کے لئے نہیں بلکہ اپنے ساتھیوں کے لئے بھی مانگیں کہ اللہ انہیں بھی ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا کہ بعض دوست ایسے ہوتے ہیں جو ہمیں اچھے بھی لگتے ہیں لیکن ہمارے لئے بڑی مصیبت بھی بن جاتے ہیں بہت ڈسٹرب بھی کرتے ہیں طرح طرح کی باتیں کر کے غیبت کر کے کیونکہ کچھ لوگوں نے تو دوستوں کو dustbin بھی بنایا ہوتا ہے یعنی انہوں نے جو بری بات دیکھی جو ان کو experience ہوا، وہ لا کر ان پر dump کر دیا اور باقاعدہ کال کر کے یا میسج کر کے کے کوئی نہ کوئی بری خبر سناتے رہتے ہیں آپ کو کیوں کہ ان کا اپنا دماغ خراب ہوتا، ہے خود negative thinking ہوتی ہے اس لیے ہر ایک سے لڑائی کر رہے ہوتے ہیں اور پھر اپنی لڑائیوں کی داستان آپ کو سنا رہے ہوتے ہیں تو ایسے لوگوں سے بھی پناہ مانگنی چاہیے کہ یا اللہ یا وہ ٹھیک ہو جائیں یا پھر ہم کو ان سے نجات دے۔

کیونکہ انسان کا سارا دن خراب ہو جاتا ہے ہے جب صبح صبح ایسے لوگوں سے واسطہ پڑے یا ایسے لوگوں کی بات سنیں، اس کے برعکس جب آپ کسی سے صبح صبح ملاقات کریں گے ہنستے مسکراتے، ویلکم کرتے ہوئے تو پھر آپ دیکھیں آپ کا دن کیسا گزرے گا اور زندگی کتنی خوشگوار ہو جائے گی اور نیکی کے بڑے بڑے کام بھاری بھاری کام آپ کے لئے آسان ہو جائیں گے۔

اور پھر اس میں یہ بھی ہے وَٱجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا

اے اللہ جو ہمارے followers ہو جن کی ہم امامت کریں وہ بھی متقی ہوں کیونکہ جس انسان کے followers متقی ہوتے ہیں وہ امام کو بھٹکنے نہیں دیتے جیسے امام نماز پڑھا رہا ہوتا ہے وہ اتنی سی بھی غلطی کریں تو پیچھے والا حافظ اگر الرٹ ہے تو اتنی سی بھی زیر زبر کی غلطی بھی کریں تو وہ اس کو آگے جانے نہیں دیتا لیکن اگر وہی غافل کھڑے ہیں پیچھے تو بڑی بڑی غلطی کو بھی چھوڑ دیتے ہیں تو اسی طرح ہماری ساتھی یا ہمارے followers جیسے ایک ماں ہے تو بچے اس کے followers تو اگر نیک بچے ہوں گے تو وہ ماں باپ کو سمجھائیں گے کہ دیکھیں ماما یہ نہیں کریں، یہ اللہ نے منع کیا ہے۔

یااللہ ہمیں متقین ہی کے بیچ میں رکھ اور متقین کے ساتھ ہی ہم وَتَوَفَّنَا مَعَ ٱلۡأَبۡرَارِ نیک لوگوں کے ہاتھوں ہماری روح نکلے اس وقت وہ ہمیں سنبھالنے والے ہوں۔ نیک لوگ ہمارا جنازہ پڑھنے والے ہوں تا کہ ہماری آگے کی منزلیں بھی آسان ہوں۔

تو یہ ہے انسان کی بہت بڑی خوش قسمتی اور اس کے لیے انسان کو دعائیں کرتے رہنا چاہیے اور یہ لوگ دنیا میں بھی انسان کی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں اور آخرت میں بھی اس کے اچھے دوست ہوں گے۔

❖ آیت 76

تو 11 صفات کا ذکر ہے یہاں

- انکساری اور بردباری
- تہجد پڑھنا
- اللہ کا خوف رکھنا
- فضول خرچی اور بخیلی چھوڑ دینا
- شرک سے بچنا
- زنا چھوڑ دینا
- ناحق قتل نہ کرنا
- توبہ کرنا
- جھوٹ چھوڑ دینا
- بدسلوکی کرنے کے والے سے در گزر کرنا
- حق کی دعوت قبول کرنا
- اس بات کا اظہار کرنا کہ وہ اللہ کہ بارگاہ میں دعا کرنے کا محتاج ہے۔

سورۃ الشعراء

❖ **آیت 5** یعنی ان کو قرآن میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔

❖ آیت 8,9

اس سورۃ میں 9 مقامات پر ان دو آیات کی تکرار ہوئی ہے۔

سب سے پہلی آیت جس سے بات شروع کی گئی وہ کائنات کی نشانی ہے۔ آیات کونیہ میں سے ہے کہ لوگ کائنات کی نشانیوں پر غور نہیں کرتے اگر یہ غور کرتے تو اپنے رب کو پالیتے لیکن اکثر لوگ اسی وجہ سے مومن نہیں ہیں کہ ان کا غور وفکر کا طریقہ درست نہیں اور یہاں اللہ تعالی کی دو صفات کا ذکر ہے ٱلۡعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ

ٱلْعَزِيزُ: ایسی ہستی ہوتی ہے جسکا کوئی ادراک نہیں کر سکتا اور وہ مخلوقات کی صفات سے بہت بلند ہوتی ہیں جس کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے اور وہ کسی کے آگے جھکتا نہیں جو عقل و فہم سے اتنا دور ہوتا ہے کہ اس کا احاطہ عقل سے نہیں کیا جاسکتا وہ اپنی ذات میں بے نیاز ہوتا ہے کسی کا محتاج نہیں ہوتا وہ ایسی ہستی ہوتی ہے کہ ایسی کوئی اور ہستی ہے ہی نہیں اور مخلوقات اس کی شدید محتاج ہے اور اس تک رسائی پانا انتہائی مشکل ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ کیونکہ وہ رحیم ہے اس لیے وہ مخلوق کی دعائیں سنتا ہے، غالب ہے جس کو مغلوب نہیں کیا جاسکتا، محفوظ ہے جس کو کوئی نقصان نہیں دے سکتا، وہ جس کو کوئی پکڑ نہیں سکتا، بھاگنے والے اس کو عاجز نہیں کر سکتے۔

ٱلرَّحِيمُ: بہت رحم کرنے والا، بار بار رحم کرنے والا ہے جو مساکین کی فریادرسی کرتا ہے اور سب کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرتا ہے خواہ وہ اس کی اطاعت کرے یا نہ کرے

- **آیت10** یعنی قوم فرعون جو اپنی جان پر بھی ظلم کرتی اور خاص طور پر بنی اسرائیل پر بھی ظلم ڈھار کھا ہے۔

- **آیت13**

بہت جابر قسم کے لوگ تھے۔

یعنی دم رکتا ہے زبان بھی نہیں چلتی، اتنا پریشر ہے ان کے ظلم و ستم کا مجھ پر کہ میں ان کے سامنے بات ہی نہیں کر سکوں گا۔

تو یاد رکھیں!

کوئی کام اگر آپ اکیلے نہیں کر سکتے تو کوئی بری بات نہیں ہے۔

موسیٰ علیہ السلام جو اتنے قوی، اولوالعزم پیغمبر تھے اس کام کے لیے اپنے آپ کو مشکل میں پاتے ہیں کہ یہ میں نہیں کر پاؤں گا ایسی کیفیات ہر ایک پر آتی ہیں جب آپ کو کوئی ذمہ داری دی جاتی ہے کوئی ڈیوٹی دی جاتی ہے تو آپ کہتے ہیں نہیں یہ میری بس سے باہر ہے جب بھی کوئی ایسا مرحلہ ہو یا کوئی بہت سارے مہمان گھر میں آرہے ہوں آپ کے لیے بڑے پیمانے پر کوکنگ مشکل ہو یا دین یا دنیا کا کوئی کام ہو اس میں کسی دوسرے سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرے ساتھ ہارون علیہ السلام کو بھیج دیجئے ہم دو ہوں گے تو تسلی ہو گی جب آپ کے ساتھ نیک کام میں اور مددگار بھی مل جاتے ہیں تو بڑے سے بڑے کام بھی آسان ہو جاتے ہیں۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ نے کوئی نبی یا خلیفہ نہیں بھیجا مگر اس کے ساتھ دو طرح کے صلاح کار اور مشیر ہوتے ہیں ایک اُسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور دوسرا اُسے دیوانہ بنانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتا، جس کو اس کے برے ہم راز سے بچا لیا گیا تو وہ محفوظ رہا۔

تو آپ ﷺ کا ہم ذات جو تھا وہ مسلمان تھا۔

نیک وزیر جو ہوتا ہے وہ اللہ کی طرف سے حکمران کی بھلائی کا سبب بنتا ہے یعنی کسی بھی capacity میں آپ کو کوئی اچھا مخلص ساتھی، مددگار، مشورہ دینے والا مل جائے، آپ کا mentor اور کوئی تربیت کرنے والا مل جائے تو یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہوتی کیونکہ ایسا ہوتا ہے جب بھی انسان کے اوپر کوئی پریشر آتا ہے تو انسان کا دل چاہتا ہے کہ میں کسی سے مشورہ کروں کوئی فیصلہ آپ نے لینا ہے۔

تو یاد رکھیے۔

اکیلا انسان اکیلا ہی ہوتا ہے لیکن دو گیارہ ہو جاتے ہیں اور کام بھی آسان ہو جاتا ہے اور ذہنوں کا جو اشتراک ہوتا ہے اس سے نئی جہتیں بھی نکلتی ہیں۔ تو اس لیے یہ صرف اپنی ذات کے اندر نہ کھوئے رہیں اور اپنے آپ کو ہی عقل کُل نہ سمجھیں بلکہ اپنے سے بہتر علم والے، تجربے والے یعنی ایک شخص جس کے پاس اس کام کی کوئی ڈگری نہیں لیکن اُس کے پاس زندگی کا تجربہ ہے انتہائی سمجھ دار شخص ہے کبھی عار محسوس نہ کریں کہ اس سے کوئی مشورہ لے لیں۔

- ❖ **آیت14** وہ جو قبطی کا قتل کیا تھا۔
- ❖ **آیت19** یعنی ہم نے تو تجھ پر بڑا احسان کیا تھا اور تُو نے ہمارا ہی بندہ مار ڈالا۔
- ❖ **آیت20** یعنی میرا ارادہ نہیں تھا یہ تو قتلِ خطا تھا۔

اعتراف کر لیا کتنا relieved ہوتا ہے جب انسان اپنی غلطی کو مان لیتا ہے اپنے کیے ہوئے کام کو acknowledge کر لیتا ہے کہ ہاں یہ میرا ہی کام ہے ہے چاہے دوسرے کو پسند نہ بھی آرہا ہو.

- ❖ **آیت22**

اپنے جرم کو بھول کر صرف اپنی نیکی کا ذکر کرنا فرعونی رویہ ہے

اور دوسری طرف اپنی کمی بیشی، کمی کوتاہی کا اعتراف کر لینا، پیغمبرانہ رویہ ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کر رہے ہیں۔

تو دو کردار آپ کے سامنے ہیں اب یہ ہم پر ہے کہ ہم کس راستے پر چلتے ہیں۔

یاد رکھیے

احسان جتلانا تو ویسے ہی ہیں ایک بہت برا فعل ہے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین لوگوں سے بات نہیں کرے گا ان میں سے ایک وہ ہے جو بہت زیادہ احسان جتاتا ہے۔

جو بھی کوئی چیز دیتا ہے اس میں احسان ضرور جتاتا ہے کوئی چھوٹی سی بھی نیکی آپ کے ساتھ کرے تو mention ضرور کرتا ہے آپ کے سامنے دوبارہ کرے گا کسی اور کے سامنے جا کر کرے گا۔

اسی طرح ایک اور روایت میں بھی آتا ہے

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **تین قسم کے افراد کی نہ فرضی عبادت قبول ہے نہ نفلی**

ا. نافرمان اور بدسلوک

۲. احسان جتلانے والا

۳. تقدیر کو جھٹلانے والا

✷ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ **یہ لوگ جنت سے محروم ہیں**

۱. احسان جتلانے والا

۲. ماں باپ کا نافرمان

۳. عادی شرابی

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ساری برائیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

❖ آیت 25-26

فرعون نے اپنے آس پاس والوں سے کہا تم سن رہے ہو، کیا باتیں ہو رہی ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام رُکے ہی نہیں انہیں اس سے غرض نہیں کہ وہ کیا تنقید کر رہے ہیں اور آگے سے سن رہے ہیں یا نہیں وہ اپنی بات مکمل کرتے ہیں۔

❖ آیت 35

کتنا بڑا جھوٹ

کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا بنی اسرائیل کو بھیج دو۔ وہ بنی اسرائیل کو لینے آئے تھے اور فرعون الزام دے رہا ہے کہ یہ تمہیں یہاں سے نکالنا چاہتے ہیں۔

❖ آیت 42

یہ ہوتا ہے پیغمبر اور جادوگر کا فرق پیغمبر کوئی صلہ نہیں مانگتا اجر نہیں مانگتا لیکن جادوگر پہلے کنٹریکٹ کرتا ہے پھر کام کرتا ہے.

❖ آیت 47

ان پر حق واضح ہوا اور وہ حق کے آگے جھک گئے کیونکہ ان کے اندر تکبر نہیں تھا۔

فرعون کو تو آگ لگ گئی ہو گی۔

❖ آیت 49

اور اپنی مرضی سے بھیج کے سارے جادوگر ہر کارے اکٹھے کیے تھے اب ان کو بھی الزام دے رہا ہے۔

کسی انسان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی تو اس کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ وہ blame game کھیلنے لگتا ہے۔

مثلاً اگر کسی نے کوئی کام نہیں کیا تو وہ یہ کہنے کے بجائے کہ مجھ سے بھول ہو گئی، دیر ہو گئی سستی ہو گئی، غفلت ہو گئی، میرا قصور ہے، I was wrong کہنے کے بجائے دوسرا جس کا کام ہوتا ہے اس کے اندر کی کوئی غلطی نکال لیتا ہے، وہ نہ ہو تو کوئی جھوٹا الزام بھی لگا دیتا ہے کہ تمہاری وجہ سے یہ ہوا ہے تو یہاں بھی یہی ہو رہا ہے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو الزام دے رہا ہے کہ یہ جادو بھی تم نے ہی سکھایا ہے۔

❖ آیت50

وہ کہنے لگے تم نے مارا جب بھی جانا خود مرے جب بھی جانا ہے جب جانا ہی ہے تو یہ تو کوئی بڑی بات نہیں کہ اس راستے میں ہماری جان بھی چلی جائے۔

❖ آیت52

یہ ہوتی ہے اللہ کی مدد

آیت 53 جب پتہ چلا کہ سارے نکل گئے ہیں تو فرعون سٹ پٹایا۔ اور فوجیں اکھٹی کیں۔

❖ آیت57

اللہ کی تدبیر دیکھیے کہ کس طرح سارے ہی گھروں سے نکل آئے ساری دنیا کا مالک متاع پیچھے چھوڑ آئے اور ڈوبنے جا رہے تھے۔

❖ آیت61

یعنی ابھی بنی اسرائیل اپنے اصل مقام تک نہیں پہنچے تھے کہ پیچھے سے فرعون کی فوجیں آگئیں۔

اب ذرا سوچیے کہ ایک طرف سمندر اور دوسری طرف فوجیں یہ بیچ میں، کیا حال ہوا ہو گا ان کا، جو پہلے ہی کمزور تھے، غلامی میں رہے ہوئے تھے ان بیچاروں کی کوئی بڑی سوچ بھی نہ تھی۔

❖ آیت62

اس سے اللہ کی معیت کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا ہے

جیسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غار ثور میں فرمایا تھا

لَا تَحْزَنْ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَنَاۖ

غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے

ویسے تو اللہ تعالی اپنے علم کے ساتھ ہر بندے کے ساتھ ہوتا ہے ہر بندے کے بارے میں اس کو خوب پتہ ہے لیکن یہاں پر خاص مدد دینے کے لیے ساتھ ہے وہ معنی مراد ہے

❖ آیت 77 **کون ہے رب العالمین؟** اتنا خوبصورت اس کو define کیا ہے ابراہیم علیہ السلام نے۔

❖ آیت79

اسی لیے رات کو سوتے وقت آپ آخری دعا کیا کرتے ہیں آخری دعاؤں میں

الحمدلله الذی اطعمنا وسقانا۔۔

آپ اس کی تعریف کر کے سوتے ہیں جو آپ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

❖ آیت80

یہ ہے رب پر ایمان لانا یہ ہے رب پر توکل، یہ ہے خالص توحید۔

اور پھر آپ دیکھیے کہ باقی چیزیں اللہ کی طرف منسوب کیں اور مرض کو اپنی طرف منسوب کیا۔

وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ

کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ انسان کی بیماری اس کی اپنی ہی کوتاہیوں کا نتیجہ ہوتی ہے

ہم بیمار کیوں ہوتے ہیں؟ کیونکہ ہم اپنے ساتھ کوئی ایسا کام کر بیٹھتے ہیں جو ہمیں نہیں کرنا چاہیے، وہ کیوں کر بیٹھتے ہیں؟

کیونکہ ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ نہیں کرنا۔

مثلاً: آپ کوئی خاص چیز کھارہے ہوتے ہیں جو بڑی مزے کی ہے آپ کو نہیں پتہ ہوتا کہ وہی کھا کر آپ کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ آپ جاہل ہیں۔ آپ کو پتہ ہی نہیں ہے کہ آپ کے لیے کیا فائدہ مند ہے۔

تو اس لیے ہم اپنی جہالت، اپنی غفلت، اپنی خواہشات کی وجہ سے ایسے کام کر بیٹھے ہیں جن کی وجہ سے ہم بیمار پڑ جاتے ہیں چاہے وہ روحانی بیمار ہوں چاہے جسمانی بیمار ہوں، وہ ہوتا اپنی ہی کسی غفلت کا نتیجہ ہے جس کو ہم بعض اوقات غلط سمجھ کر نہیں ٹھیک سمجھ کر رہے ہوتے ہیں۔

تو بعض کام جن کو انسان ٹھیک بھی سمجھتا ہے کہ وہ انسان کے حق میں غلط ہوتے ہیں۔ اور وہ اس کو کسی نہ کسی طرح بیمار کر دیتے ہیں۔ تو ایسے میں جب انسان بیمار ہو جائے تو کس کے پاس جائے؟ اپنے رب کے پاس اے اللہ تو ہی مجھے شفادے تو ہی مجھے شفادے۔

ایک بہن experience مجھے بتارہی تھی کہ وہ مسجد میں کرسیاں ٹھیک کر رہی تھیں تو ایک کرسی ان کے پاوں پر لگ گئی اور پاؤں اتنا زیادہ سوجھ گیا اتنی شدید سوجن اور درد ہوئی۔ کہتی ہیں کہ رات کا پچھلا پہر تھا میں اللہ کو پکارتی رہی اور پکارتی رہی اور ساتھ میں نے دوا کھالیں صبح اٹھی تو بلکل ٹھیک چلنے کے قابل تھی۔

تو بعض اوقات یہ ہے کہ

ہم دعا کے وقت دعا نہیں کرتے بس آہیں بھرتے رہتے ہیں یا پھر صرف دوائیاں کھاتے رہتے ہیں۔

تو یہ بات ریسرچ سے بھی ثابت ہے کہ دوا کے ساتھ دعا کرنے والے مریض جلد صحت یاب ہوتے ہیں اور اللہ ہی اصل میں تو شفا دیتا ہے دوامیں تاثیر وہی ڈالتا ہے، ڈاکٹر کو بھی اللہ ہی سمجھ دیتا ہے اس وقت کہ یہ دوا اس مریض کو دے ورنہ وہ الٹی بھی دیتا ہے اور انسان ڈاکٹروں کے ہاتھوں مرتے بھی ہیں۔

پچھلے دنوں میں ایک آرٹیکل میں تھا کہ کس کثیر تعداد میں لوگ ڈاکٹروں کے ہاتھوں مرتے ہیں کہتے ہیں کہ اتنے لوگ ایکسیڈنٹ میں نہیں مرتے، جتنے ڈاکٹروں کی غلط دوائیاں تجویز کرنے سے مرتے ہیں، جہالت ہے نہ جتنا بھی پڑھے لکھ جائیں۔

اللہ کے آگے ہمارا علم کیا ہے تو اس لیے جب ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالی صحیح چیز کی طرف رہنمائی کرتا ہے تو وہ کہتے ہیں خاک کی پڑیا میں بھی شفا ہو جاتی ہے تو خاک کی پڑیا میں شفاء بھی اللہ تعالی ہی ڈالتا ہے اسی لیے ہم دعا کرتے ہیں ہیں

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِىْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا

اور بار ہا میں آیت شفا کے کارڈ اور کتابوں کی تشہیر کر چکی ہوں۔

حرص یہی ہے اور بنائے بھی اسی لئے گئے ہیں تا کہ لوگ فائدہ اٹھائیں لوگوں کی تکلیفیں دور ہوں, کیونکہ رحم آتا ہے، ترس آتا ہے جب لوگ تکلیف میں ہوتے ہیں جبکہ علاج موجود ہوتا ہے کیونکہ ہمارا ایک ٹرینڈ ہو چکا ہے نہ کہ کیمیکل ہی استعمال کرنے ہیں ہم نے۔ کریں وہ بھی کریں لیکن دعاؤں کی کثرت کر دیں اور جتنی پابندی آپ antibiotic لینے میں کرتے ہیں گھنٹوں کی، ایسے ہی صبح شام کے اذکار کی پابندی کریں کوئی ٹائم مس نہ ہو۔

پھر یہ ہے کہ ان کا پورا یقین کس بات پر ہو کہ شفاء اللہ ہی دیتا ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالی دوا کے بغیر بھی شفا دیتا ہے جیسے یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں لوٹ آئیں تھی۔ کیا کسی آپریشن سے؟ ان کا موتیا ٹھیک کر دیا گیا تھا بس اللہ کا حکم ہوا، قمیض ڈالی تھی اور آنکھیں دیکھنے لگ گئیں۔ قرآن بتا رہا ہے ہمیں، تو ہمارا یقین ہونا چاہیے کیونکہ جس یقین سے ہم دعا مانگتے ہیں اس یقین سے ہمیں فائدہ ہوتا ہے تو اللہ تعالی سے شفا اور آسانیاں طلب کرنی چاہیے۔

❖ آیت 82

یہ ہوتا ہے رب جس کے ہاتھ میں میری موت اور زندگی ہے۔

بدلے کے دن معافی مل جائے گی۔

وَٱلَّذِيٓ أَطۡمَعُ أَن يَغۡفِرَ لِي خَطِيٓـَٔتِي يَوۡمَ ٱلدِّينِ یہ نہیں کہا "یوم القیامۃ یوم دین" بدلے کا دن۔

مجھے پتہ ہے میری غلطیاں ہیں میرا قصور میری خطائیں ہیں، تُو مالک یوم دین ہے بس اس دن مجھے معاف کر دے۔

❖ آیت 83

اس کے بعد اپنے رب سے دعا کی۔

ہمیں بھی بڑی ضرورت ہے۔۔۔۔ حکمت وہ سمجھ ہوتی ہے جو اللہ دیتا ہے۔

ایک ہوتی ہے سمجھ بوجھ جو کتابوں سے، تجربات سے آتی ہے اور حکمت

وَمَن يُؤۡتَ ٱلۡحِكۡمَةَ فَقَدۡ أُوتِيَ خَيۡرٗا كَثِيرٗاۗ

یہ سراسر اللہ کا انعام ہوتی ہے، اللہ سے مانگنی چاہیے اور جب حکمت آجاتی ہے، آپ کے اندر ایسی فراست آتی ہے سب چیزوں کو اس طرح سمجھنے لگتے ہیں کہ جیسے کوئی اور سمجھ نہیں پاتا اور بعض اوقات آپ کا نقطہ نظر لوگ سمجھ نہیں پاتے، اتنی دور رس آپ کی نگاہ ہو جاتی ہے۔ کوئی ایک چھوٹی سی بات کرتا ہے اُس سے آپ بڑی بات کا نتیجہ اخذ کر لیتے ہیں یہ حکمت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

وَأَلۡحِقۡنِي بِٱلصَّٰلِحِينَ

یہ ان کی دعا تھی کہ نیک لوگوں کا ساتھ ہو۔ نیک لوگوں کا ساتھ اس لیے بھی اچھا ہے کہ ان کو دیکھ کے دل کرتا ہے کہ ہم بھی نیک بن جائیں۔ کیونکہ انسان اپنی مجلس کا یا اپنے ساتھیوں کا ایک حصہ ہوتا ہے جیسے وہ ہوتے ہیں ویسا ہی وہ ہو جاتا ہے خربوزے سے خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ نیک لوگوں کی وجہ سے انسان برائیوں سے بچا رہتا ہے۔

پھر یہ کہ نیک لوگ ساتھ ہوتے ہیں جو مرتے وقت وہاں ہوتے ہیں اور کلمہ پڑھوا دیتے ہیں۔

نیک لوگوں کا ساتھ ہو تو مرنے کے بعد بھی وہ دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

نیک لوگوں کا ساتھ ہو تو ان پر اعتماد کا ایسا لیول ہوتا ہے کہ ہمیں پتہ ہوتا ہے کہ انہوں نے ہماری غیبت نہیں کرنی، انہوں نے ہمیں دھوکا نہیں دینا۔

کیا ہی لذت ہوتی ہے اُس کمپنی میں کہ جس کے بارے میں آپ کو یہ اعتماد ہو کہ یہ ہمارے ہمدرد ہیں یہ ہمارے لیے خیر ہی چاہیں گے کتنی خوشی ہوتی ہے ایسے لوگوں سے مل کر۔

اور کتنی تکلیف میں ہوتے ہیں آپ جب آپ کو یہ پتہ ہو کہ آپ کا ساتھی دھوکہ باز ہے پھر چاہے یہ گھر کے اندر ہو ساتھی یا گھر کے باہر کوئی انسانوں جو colleagues ہیں کوئی بھی لوگ جن کے ساتھ انسان مل جل کے رہتا ہے اس کی سوشل لائف ہے۔

❖ آیت 84

سچی ناموری کیوں؟ کیونکہ بہت سے لوگ کام نہیں کرتے لیکن تعریف بہت چاہتے ہیں۔ منافقین کی بھی یہ خصوصیت تھی۔

وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا

اس چیز پر وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی اُس کام پر تعریف کی جائے جو انہوں نے کیا ہی نہیں۔ استغفر اللہ

ہم سب کو بھی اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم un due advantage تو نہیں لیتے، کہ کام ہم نہیں کرتے کام دوسرے کریں اور فرنٹ پر ہم ہوں جیسے سارا کمال ہم نے کیا ہے۔ تو ایسی چیز سے بھی پناہ مانگنی چاہئے کیونکہ یہ بہت بڑا دھوکا ہے کیونکہ انسان نیکیوں میں پیچھے رہ جاتا ہے کیونکہ جب سب واہ واہ کرنے لگتے ہیں تو انسان سوچتا ہے میں تو بہت کچھ بن گیا ہوں۔ تو ہو سکتا ہے ان کی آنکھوں کا دھوکا ہو اور وہ جھوٹی تعریف کر رہے ہوں یا ویسے ہی courtesy میں ایک بات آپ کے لئے کہہ رہے ہوں۔

تو ابراہیم علیہ السلام نے بڑی خوبصورت دعا مانگی کہ اے اللہ سچی ناموری جو واقعی درست ہو اور بعد میں بھی لوگ اچھے الفاظ میں یاد کریں۔

تاکہ ان کے لئے بھی ایک نمونہ بن جاؤں۔

تو اللہ سبحانہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کو کیا بنا دیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے لیے کیا ہیں؟

بہترین نمونہ ہیں۔

❖ آیت 87 یعنی باپ کی وجہ سے مجھے رسوا نہیں کرنا۔

❖ آیت 89

یہ قلب سلیم کیا ہوتا ہے؟

اسکی پانچ صفات ہوتی ہیں

۱. اَسْلَمَ: وہ اللہ کے لیے مطیع ہے

۲. سَلَّمَ: اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو تسلیم کر لیا

۳. اِسْتَسْلَمَ اس نے اللہ کی قضاوقدر کے فیصلے کو قبول کر لیا

۴. سَلِمَ. وہ ہر اس چیز سے سلامتی میں آگیا پاک ہو گیا جو اللہ کے ذکر و عبادت سے دور کرنے والی ہے

۵. سَالَمَ. اس نے اللہ کے دوستوں سے صلح کر لی اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی کر لی

تو یہ سلامت دل کی پانچ صفات ہیں۔

جس انسان کے اندر کے یہ پانچ qualities ہونگی اسکا دل قلب سلیم ہو گا۔

اور پھر یہ قلب سلیم اس کے نجات کا باعث ہو گا یہ کام آئے گا کیونکہ اللہ تعالی انسان کے دل کی حالت کو دیکھے گا اللہ اس کی شکل نہیں دیکھے گا دل دیکھے گا۔

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ: افضل لوگ کون ہیں؟ بہترین کون لوگ ہیں؟

فرمایا ہر پاک صاف دل والا اور زبان کا سچا، لوگوں نے کہا زبان کے سچے کو تو ہم جانتے ہیں، یہ پاک صاف دل والا کون ہے؟ فرمایا: پرہیز گار صاف ستھرا جس کے دل میں نہ گناہ ہو، نہ ظلم، نہ کینہ، نہ حسد ہو"۔

اللہ ہمیں ان سب چیزوں سے بچائے کیوں کہ کہیں نہ کہیں سے یہ حسد آ ہی جاتا ہے انسان کی اندر اور یہ اللہ کی رحمت سے ہی انسان سے دور ہو تا ہے

اور قلب سلیم کی دعا بھی کرنی چاہیے

اَللّٰہُمَّ اَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْما وَ لِسَانا ً صَادِقًا

❖ **آیت 97** اب کیا فائدہ ماننے کا دنیا میں کاش نظر آجاتا، آنکھیں کھل جاتی۔

❖ **آیت 102** مخلص دوست ہوتے ہیں تو دنیا ہی میں برائی سے روکتے۔

❖ **آیت 136** استغفر اللہ! جب دل سخت ہو جائے تو کوئی چیز اثر نہیں کرتی۔

❖ **آیت 145** دیکھئے کہ ہر پیغمبر کی دعوت کا ایک ہی انداز ہے، ایک ہی رب کی طرف سب نے بلایا ہے۔ توحید کا سبق دیا ہے۔

❖ **آیت 152** یعنی اللہ کی اطاعت نہیں کرتے اور نافرمانیاں ہی کیے جا رہے ہیں۔

❖ **آیت 158**

یاد رکھیں!

جب بھی کسی گناہ پر پچھتاوا ہو، تو توبہ کریں خالی پچھتاتے نہ رہیں۔ بہت سے لوگ پچھتانے میں اپنی energy waste کر دیتے ہیں کاش میں یہ نہ کرتی یہ گناہ نہ کرتی، میں وہاں نہ جاتی، نہیں اب undo کریں اس کو إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہے۔

اسی طرح کسی انسان کے حق میں کوئی کمی کوتاہی ہو گئی، کسی کی غیبت ہو گئی مثلا، آپ نے کوئی غلط مذاق کر دیا ہے اور اس کا دل ٹوٹ گیا یا کسی کے ساتھ آپ نے کوئی اور بدگمانی کر لی اب بعد میں جو ضمیر ہوتا ہے وہ انسان کو بتاتا ضرور ہے ایک مرتبہ کہ یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا۔ جس چیز پر اندر سے آواز آئے کہ یہ ٹھیک نہیں کیا فوراہی توبہ و استغفار شروع کر دیں کہ یااللہ تو مجھے معاف کر دے پتا نہیں کیسے منہ سے بات نکل گئی میں نے ایسا سوچا ہی کیوں؟ میں نے یہ کام کیوں کر دیا؟ میں نے اس کو نہ کیوں کر دی۔

بعض دفعہ ہوتا ہے نا کہ کوئی شخص ضرورت لے کر آتا ہے آپ غصے میں بیٹھے ہوتے ہیں اس کو نہ کر دیتے ہیں اور بعد میں آپ کو افسوس ہوتا ہے۔ واپس چلے جائیں sorry مجھ سے غلطی ہوگئی پھر اسی طرح اللہ تعالی کے حق میں کوئی کمی ہوگی فوراً توبہ۔

تو اس چیز سے انسان کی انرجی positive رخ پہ چل پڑتی ہے، وہ پریشانیوں اور غم سے اور تکلیف سے محفوظ ہو جاتا ہے ورنہ شیطان کا طریقہ یہی ہے کہ پہلے غلطی کرواؤ اور جب کر بیٹھے تو نادم ہی کرواتے رہو، پریشان ہی رکھو، پشیمان ہی رکھو۔ تو شیطان کی ان دونوں چالوں سے محفوظ رہنا ہے۔

چونکہ توبہ نہیں کی اس لیے عذاب نے ان کو آلیا۔

- ❖ **آیت162** امانت رسولوں کا خاصہ ہوتی ہے۔
- ❖ **آیت166** یہ تم نے کیا طریقہ اختیار کر لیا کہ جس میں عورتوں کی حق تلفی بھی ہے، رب کی ناراضگی بھی ہے اور فطرت کی خلاف ورزی بھی ہے۔
- ❖ **آیت168** میں تمہارے اس کام سے agree نہیں کرتا اور یہی مومن کی شان ہوتی ہے۔
- ❖ **آیت174** وہ پانی والی بارش نہیں تھی وہ پتھروں کی برسات تھی۔

سوچئیے

کبھی اولے بھی پڑتے ہیں، تھوڑا سا ئز بڑا ہو جائے تو گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے کھڑکیاں ٹوٹ جائیں گی، wind screens ٹوٹ جائیں گی، فصلیں تباہ ہو جائیں گی کیا کیا نقصان ہو جائیں گے اور اگر انسان خود باہر ہو تو چوٹ لگتی ہے۔

مگر آپ نے دیکھا ہوگا کہ اولے زمین پر گرتے ہیں تو پھر ٹوٹ جاتے ہیں برف ہی تو ہوتی ہے لیکن یہ پتھر وہ بھی کھنگر کی قسم کے پتھر، سخت پتھر تھے جو کہ لگ کے بھی ٹوٹنے والے نہیں تھے، بلٹ کی طرح اندر جارہے تھے اور ان کو ہلاک کرنے کا باعث تھے۔

- ❖ **آیت178** ہر رسول نے اپنی امانت کی تسلی دی کہ میں جو بات کروں گا درست کروں گا۔

❖ آیت185

ہر پیغمبر کو یہ لفظ سننا پڑا کہ ان پر جادو ہو چکا ہے، ان کا دماغ چل چکا ہے، یہ مجنون ہے یہ پیغمبروں کی سنت ہے لہذا آج اگر کوئی آپ پر یہ الزام لگائے تو مائنڈ نہ کریں۔

وہی طریقہ اختیار کریں جو پیغمبروں نے اختیار کیا وہ ان سے روٹھ نہیں گئے کہ اب میں نہیں تمہیں کچھ بتانے والا، تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔

ہمارا طرز عمل کیا ہوتا ہے ذرا سی کسی شخص سے تکلیف پہنچی تو بائیکاٹ ہی کر دیا۔

❖ آیت187

اس بات کا جواب نہیں دیا۔ کیونکہ کچھ مطالبات بڑے نامعقول ہوتے ہیں ان پر توجہ نہیں دینی چاہیے۔

جیسے بچے بھی ہیں نہ کبھی بہت unrealistic فرمائشیں کرتے ہیں کہ جو ان کو پتہ بھی ہوتا ہے کہ پوری ہونے والی نہیں۔

تو اس بات میں نہ پڑیں کہ اس کا نقصان ہے یا فائدہ ہے، بات بدلیں کیونکہ کچھ باتوں کو صرف بدل کر ہی خلاصی ہو سکتی ہے۔topic change کریں کیونکہ دوسرا ابھی دلیل سننے کے موڈ میں نہیں ہے۔

توجب کوئی سننے کے موڈ میں نہ ہو تو اپنی دلیل گنوائیں نہیں.

❖ **آیت192** یہ قرآن کی definition ہے.

❖ **آیت193** دل پر اترا ہے قرآن

❖ **آیت194** قرآن کے آنے کا مقصد کیا ہے؟ کہ لوگوں کو خبر دار کیا جائے۔

❖ **آیت195**

اس لیے عربی میں پڑھنا ضروری ہے یعنی عربی کا ترجمہ جاننا اور عربی زبان جاننا یہ بھی ضروری ہے تا کہ قرآن کو سمجھا جائے اس سے لطف اندوز ہوا جائے۔ خالی عربی کو ایک طرف رکھ کے صرف ترجمہ پڑھ لینا کافی نہیں ہوتا۔ "ترجمہ"، ترجمہ ہی ہوتا ہے قرآن نہیں ہوتا۔

❖ **آیت196** آخری نبی کو ایسی زبردست کتاب دی جائے گی۔

❖ **آیت197** کچھ تو جان کر ایمان نہیں لائے تھے لیکن جیسے عبد اللہ بن سلام تھے وہ بھی ان کے علماء میں سے تھے، ایمان لے آئے تھے، انہی کی طرف اشارہ ہے۔

❖ **آیت207**

انسان کی موت کتنی بھی ٹل جائے انسان کتنا بھی اس سے بچ جائے لیکن ایک دن اس کو مرنا ہے وہ اس سے بچ نہیں سکتا۔

امام غزالی کی ایک مشہور کہاوت آپ نے سن رکھی ہوں گی۔

ایک شخص کے پیچھے شیر لگ گیا بھاگتا بھاگتا آگے کنواں تھا اُس نے اُس میں چھلانگ لگا دی اور رسی پکڑ کر کہا میں محفوظ ہو گیا ہوں۔ لیکن نکلوں گا جب باہر شیر جائے گا شیر بھی وہیں کھڑا رہا کیونکہ اس کو بھی خوشبو آ رہی تھی۔ اتنے میں نے اس نے دیکھا کہ جو رسی ہے اسکو دو چوہے کتر رہے ہیں اور پھر تھوڑی دیر میں اس کی نظر honeycomb پر پڑی تو وہاں سے شہد لے کر کھانے میں مصروف ہو گیا۔ وہ کھانے لگا تو اس کو بڑا مزہ آ گیا وہ بھول گیا یہ شیر بھی کھڑا ہے اور دو چوہے ہیں وہ بھی رسی کتر رہے ہیں۔

تو انسان کا حال بھی یہ ہی ہے کہ وہ شہد کھانے میں مصروف ہے اور یہ دو چوہے کیا ہیں؟ دن رات۔

تو یہ دن رات ہماری زندگی کو کم کر رہے ہیں رسی کُترتے کُترتے ایک دن پوری کُتر جائیں گے اور موت جو ہے وہ سر پر کھڑی ہے شیر کی طرح اس نے تو ٹلنا ہی نہیں۔

لیکن انسان یہ سمجھتا ہے کہ ابھی کچھ دن اور مزے کر لوں تو بھلے جتنے بھی انسان مزے کر لے آخر ایک دن تو مرنا ہی ہے۔

اس لیے عقلمند وہ ہیں جو اس کی تیاری کر لے، شہد کھانے میں مصروف نہ رہے دنیا کے میٹھے کی پیچھے نہ بھاگتا رہے کہ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کرنا چاہے۔

جس طرح ہم دنیا کے کسی بھی کام، مثلاً کون کون سے اہم کام ہوتے ہیں:

تعلیم حاصل کرنا شادی کرنا، گھر خریدنا یا پھر کوئی اور پراپرٹی بنانا، جاب کرنا وغیرہ وغیرہ، کوئی بھی چیز جس کو انسان اپنی زندگی میں بہت اہم سمجھتا ہے پھر اس کہ لئے کیا کرتا ہے دن رات سوچتا ہے سوچتا ہے سوچتا ہے۔

پھر اس کے لیے سامان اکٹھا کرتا ہے اس کے لیے اسباب مہیا کرتا ہے پھر اس کو execute کرتا ہے۔

اور جس دن وہ دن آتا ہے جس دن کو اس کو پریزنٹ کرنا ہوتا ہے اور اس کو وہ خاص ڈگری ملنی ہوتی ہے تو پھر اس کو اس دن خوشی اور اطمینان ہوتا ہے اور جو تیاری نہیں کرتا وہ فیل ہوتا ہے۔

تو پھر اِسی طرح جو لوگ موت کی تیاری کرتے ہیں وہ دن رات اس کے بارے میں سوچتے بھی ہیں۔

سوچنا اس طرح نہیں کہ ڈپریشن ہو جائے اور انسان کچھ کرنے کے قابل نہ رہے اور بیمار پڑ جائے۔ یہ سوچنا فائدہ نہیں دیتا سوچنا یہ ہے اس کے لیے سامان اکٹھا کروں، پلاننگ کروں، تیاری کروں کہ جب موت آئے گی تو میں کہاں ہوں گا؟ میں کن کے ہاتھوں میں ہوں گا؟ میرے ساتھ کیا بیتے گی؟ قبر میں کیا ہو گا، وہ سوال کیا ہیں؟ ان کے لیے اور قبر میں نیک اعمال کتنے چاہیے، ان کی بھی کچھ تیاری کر کے رکھ لوں یعنی جس طرح بیٹی کے جہیز کی تیاری کرتے ہیں اور کپڑوں کی تیاری کرتے ہیں اسی طرح اپنے کفن اور آگے کے نیک اعمال کی بھی تیاری کرنی چاہیے۔

تو زندگی کے عیش و عشرت، زندگی کی comfort یہ انسان کی زندگی کا نقصان بھی بڑھاتے ہیں۔

لمبی عمر میں اگر انسان نیکیاں نہ کرے تو گناہوں کا وبال ہی جمع ہوتا رہتا ہے اور مہلت اگر انسان کو زیادہ ملتی جائے یعنی گناہوں کے ساتھ تو وہ اس کے لئے اور زیادہ خسارے کا باعث بن جاتا ہے۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یقیناً اللہ اس بندے کا عذر پورا کر دیتے ہیں جسے اللہ نے ساٹھ یا ستر سال کی زندگی عطا فرمائی ہو۔ یقیناً اللہ کا عذر پورا کر دیتے ہیں، یقیناً اس کا عذر پورا کر دیتے ہیں۔

یعنی اس کے پاس کوئی بہانہ نہیں رہتا کہ ہائے میں تو اتنا مصروف تھا کہ مجھے نیکی کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔

کیونکہ ساٹھ ستر سال وہ عمر ہوتی ہے جس میں انسان نے جو کچھ بننا ہوتا ہے وہ بن چکا ہوتا ہے، جو جاب کرنی ہوتی ہے کر چکا ہوتا ہے وہ ریٹائیر ہو چکا ہوتا ہے۔ عام طور پر بچوں کی بھی شادیاں ہو چکی ہوتی ہے ساری ذمہ داریوں سے فارغ ہوتا ہے اب بھی اگر وہ دنیا کی رونقوں میں ہی جی رہا ہے اور اپنی آخرت کی تیاری نہیں کر رہا ہے تو تو پھر خسارے میں ہے۔

یہ وقت تو پھر زیادہ سے زیادہ انسان کو آخرت پر فوکس ہو کر گزارنا چاہیے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ پچھلی زندگی غفلت میں گزارے لیکن جس کے ساٹھ سال پورے ہو جائیں اس کو تو پھر آگے کی زیادہ سوچنی چاہیے پچھلے کی بہ نسبت۔

افسوس یہ کہ آج کل بعض بزرگ اپنی زندگی گزار کے بچوں کی زندگیوں میں ہی مداخلت کر رہے ہوتے ہیں اور ان کا جینا حرام کیا ہوتا ہے، ہم نے بھی تجربے کیے ہیں وہ بھی تجربے کر کے سیکھ جائیں گے۔ اگر ہماری بات نہیں بھی مانتے تو so what، کیا بڑی بات ہے وہ بھی سیکھ جائیں گے۔ انہیں بھی سمجھ آجائے گی ایک دن۔ تو بجائے اسکے کہ ہم ان کے لیے پریشان رہیں جلیں کڑھیں، روز فون لگا کے ان کے حالات ہی معلوم کرتے رہے اور ان کو نصیحت کرتے رہیں۔

بہتر ہے کہ ہم اپنے آپ کو کسی اچھے نیک کام میں مصروف کریں تا کہ خوشحال رہیں، خوش رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ آگے کی تیاری ہوتی رہے۔ وقت ضائع ہونے سے بچ جائے۔

- **آیت212** یعنی وحی سے دور رکھے گئے ہیں۔
- **آیت213** شرک اللہ کو کسی کا بھی گوارہ نہیں۔

❖ آیت214

دین کی دعوت کا آغاز اپنے خاندان سے ہونا چاہیے لیکن یہ نہیں کہ ساری زندگی انسان ان ہی میں الجھا رہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ آپ گھر والوں کو بتا بتا کے تھک جاتے ہیں لیکن وہ مان کے نہیں دیتے۔

پھر انسان سوچتا ہے کہ اب میں کون سی شکل لے کر لوگوں کے پاس جاؤں، لوگ کہیں گے اپنے گھر والوں کو تو دیکھو، بھئی وہ نہیں مانتے۔ کیا وہ جو دوسروں کو بتاتا ہے وہ اپنے گھر والوں سے غافل ہو گا؟

یعنی جس چیز کو وہ دوسروں کے لئے اچھا سمجھتا ہے تو پہلے تو وہ اس کو اپنے بچوں اور اپنے بہن بھائیوں کے لیے اچھا سمجھتا ہے لیکن ہمیشہ گھر والے توجہ نہیں دیتے بات پر۔

گھر کی مرغی دال برابر۔ تو انسان کو اس خیر کے کام کو روکنا نہیں چاہیے۔

- **آیت215** ساتھیوں کے ساتھ نرمی رکھیں۔

❖ آیت218-220

نماز میں اگر یہ خیال رہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے تو خشوع اور خضوع خود ہی آجائے، جب یہ بھولتے ہیں تو غفلت طاری ہوتی ہے، کبھی کھُجانے لگتے ہیں کبھی ہلنے لگتے ہیں اور سجدہ کرنے والوں کے درمیان یعنی صف میں جماعت کے درمیان آپ کی حرکات کو بھی دیکھتا ہے۔

❖ آیت225

یعنی سارے شاعروں کی نہیں لیکن اکثر کی شاعری ایسی ہوتی ہے جس میں لایعنی اور فحش باتیں ہوتی ہے۔

بعض اوقات they don’t make sense صرف لفاظی کا کھیل ہوتا ہے۔ تو ان باتوں کو لینے کے بجائے یا ان کو اپنی زندگی کا logo بنانے کی بجائے انسان قرآن اور سنت کو اپنے سامنے رکھے یعنی فحش شاعری جو ہے وہ فحش گالیوں ہی کی طرح شمار ہوتی ہے۔

❖ **آیت 226** قول وفعل کا تضاد، بعض اوقات شاعری بڑی پائے کی ہے، بڑی حکمت کی باتیں ہیں لیکن ان کا اثر اپنی زندگی میں کوئی نہیں نظر آتا۔

سورت النمل

❖ **آیت 7** کیونکہ سردی کا موسم تھا۔

❖ **آیت 11**

خوف اس کو لاحق ہوتا ہے جس نے ظلم کیا ہو۔

کتنی بڑی رحمت ہے، اللہ کی کتنی خوشخبری ہے، کون ہے ہم میں سے جس نے کوئی ظلم نہ کیا ہو؟

ہم سب کو اللہ کی یہ خوشخبری چاہیے کہ وہ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

تو غلطی ہو جائے تو اس کے بعد فوراً نیکی کا کام کر لیں چاہے بندوں کے حق میں ہوں یا اللہ تعالی کے حق میں۔

❖ **آیت 12** یہ دو معجزے من جملہ ان نو معجزات کے تھے جو فرعون اور اس کی قوم کے لئے موسی علیہ السلام کو دیے گئے۔

❖ **آیت 15**

اللہ سبحانہ وتعالی نے 300 سے زائد رسول بھیجے جن میں سے 5 اولوالعزم رسول ہیں ان کے بعد داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام بھی بڑے اہم رسول ہیں۔

تو داؤد اور سلیمان علیہ السلام کو بھی باقی پیغمبروں پر فضیلت عطا ہوئی تھی۔ علم بہت بڑی نعمت ہے حالانکہ ان کے پاس اور بھی بہت کچھ تھا لیکن اللہ تعالی نے ان چیزوں کا ذکر یہاں نہیں کیا۔ فضیلت کی بنیاد علم ہے۔

❖ **آیت 17** نہ صرف یہ کہ لشکر اکٹھے کیے گئے ہر قسم کے بلکہ ان کی ٹریننگ ہوئی اور ان کو ایک ڈسپلن میں رکھا گیا۔

❖ **آیت 18**

یاد رکھیے!

باقی مخلوقات بھی اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور شعور رکھتی ہے اور بعض کو تو اتنا بھی پتہ ہے کہ انسان نیک کام کر رہے ہیں یا برے کام کر رہے ہیں۔

تو یہاں پر چیونٹیوں کی عقلمندی کی بات کی جا رہی ہے

✷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

انبیاء میں سے ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو ان کے حکم پر چیونٹیوں کے گھر جلا دیے گئے (تو ظاہر ہے پھر چونٹیاں بھی ہونگی اس میں) اس پر اللہ نے انکے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو تم نے اللہ کی مخلوقات میں سے ایک ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر لیا جو اللہ کی تسبیح بیان کر رہی تھی۔

تو اس لیے جو مخلوقات ہیں ان کا بھی حق ہے زمین پہ جینے کا۔ ان پیغمبر کو پتہ نہیں ہو گا اس لیے انہوں نے ایسا کیا ہو گا۔

❖ آیت19

اتنے خوبصورت دعا

رَبِّ أَوۡزِعۡنِيٓ أَنۡ أَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ ٱلَّتِيٓ أَنۡعَمۡتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَٰلِدَيَّ وَأَنۡ أَعۡمَلَ صَٰلِحٗا تَرۡضَىٰهُ وَأَدۡخِلۡنِي بِرَحۡمَتِكَ فِي عِبَادِكَ ٱلصَّٰلِحِينَ

جو نیک لوگ ہوتے ہیں نہ جب ان کو کوئی نعمت ملتی ہے تو spontaneously ان کے منہ سے ایسے شکر کے الفاظ نکلتے ہیں۔

یہ دعا کیا ہے؟

دراصل شکر کے الفاظ ہیں جو نعمتوں کا قدردان ہوتا ہے اس کا دل اور اس کی زبان اللہ کی تعریف سے لبریز ہوتی ہے، وہ اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے اور یہاں پر سلیمان علیہ السلام کے مسکرانے اور ہنسنے کی بات بھی ہوئی۔

یاد رکھیے

انبیاء کا ہنسنا جو ہے وہ زیادہ تر مسکرانا ہی ہوتا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھکھلا کر یا قہقہ لگا کر ہنستے نہیں تھے بلکہ صرف مسکراتے تھے۔

✷ عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔

✷ آپ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں کہ: میں نے کبھی آپ کو اس طرح مسکراتے نہیں دیکھا کہ آپ حلق کا کوا نظر آجائے بلکہ آپ تبسم فرمایا کرتے تھے۔ اور مسکرانا بھی صدقہ ہے جس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

❖ آیت20

سبحان اللہ اس آیت میں اتنی حکمتیں ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔

ایک طرف یہ پتہ چلتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے لیے جو لشکر اکٹھے کئے گئے تھے ان کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا تھا ان کی اٹینڈنس ہوتی تھی کیونکہ منظم طریقے سے کام کرنے کے نتائج کچھ اور ہوتے ہیں۔

مثلاً آپ یہاں پڑھنے آتے ہیں تو کوئی اٹینڈنس نہیں ہوتی لیکن اگر آپ باقاعدہ کورس میں داخلہ لیں گے تو اٹینڈنس بھی ہوگی اور وہ انسان کو ڈسپلن کے ساتھ کام کرنے پر consistency کے ساتھ کام کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔

کونکہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمیں پابندیوں سے آزاد کر دیا جائے وہ آزادی بعض اوقات ہمارے اپنے لیے ہی نقصان دہ ہو جاتی ہے کیونکہ ہمارے ساتھ نفس ہے، اور نفس انسان کو بعض اوقات خواہشات میں الجھا دیتا ہے۔

دراصل ہم چاہتے کیا ہیں؟

ہم چاہتے ہیں کہ اپنی دنیا کو پورا وقت دیں اور جب تھوڑا وقت ملے تو دین میں اپنی حاضری لگوا دیں۔

آپ سوچیے:

جنوں اور انسانوں اور مخلوقات کے لشکر تھے ان کی تعداد کتنی ہو گی، اور آپ اندازہ لگائیے کہ سلیمان علیہ السلام کا علم اور ان کی نظر کیسی تھی کہ ہدہد کا سائز بھی کیا ہوتا ہے کہ ہاتھ میں پکڑ لے انسان، تو وہ نظر بھی نہ آئی تو اس کا بھی پیچھا کیا کہ وہ کہاں گئی اور ہدہد کے شاید اِسی کام کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدہد کو مارنے سے منع کیا۔

❖ آیت 21

اللہ اکبر! اتنی سخت سزا غائب ہونے کی، غیر حاضری کی، جتنے بڑے مشن سے جو غیر حاضر ہوتا ہے اتنا بڑا جرم کرتا ہے۔

اگر آپ درس پہ نہ آئیں تو کوئی نہیں پوچھے گا آپ کو لیکن اگر آپ جاب پر نہ جائیں تو کیا ہو گا؟

اس کا ہمیں پتہ ہوتا ہے۔ طبیعت خراب بھی ہو تو چل پڑتے ہیں کیونکہ پوچھ ہو گی اور یہاں چونکہ پوچھ نہیں voluntarily سیکھنا ہے۔ آج موڈ نہیں آج طبیعت ٹھیک نہیں آج تو ریلکس کرنے کا موڈ ہے۔

تو یہاں پر آپ دیکھئے کہ ایک حکمران کو ایک جرنیل کو اتھارٹی دی گئی کہ وہ اپنی فوج میں ڈسپلن قائم کرے اور یہ ڈسپلن قائم کرنا کوئی دین کے روح کے خلاف نہیں، کیونکہ امارت ایک بھاری ذمہ داری ہے اور ایک امانت ہے اس امانت کو صحیح طور پر ادا کرنا چاہیے.

❖ آیت 22-23

ہم ہدہد کو دیکھتے ہیں تو ہم کہتے ہیں انہیں کیا پتہ ہم ان کے سامنے کیا کر رہے ہیں کتنی چھوٹی چھوٹی پرندوں کی آنکھیں ہوتی ہیں لیکن کتنی گہری نظر ہوتی ہے آپ نے دیکھا ہو گا کہ عقاب اور چیل وغیرہ جب اوپر سے سیدھے اتر کر شکار کو پکڑ کر لے جاتے ہیں کئی سو فٹ کی بلندی سے اترتے ہیں اور تیزی سے اٹھا کر لے جاتے ہیں وہ چیز ہمیں نہیں نظر آ رہی ہوتی جو وہ وہاں سے دیکھ لیتے ہیں۔

تو اللہ سبحانہ و تعالی نے جانوروں کو پرندوں کو بعض اوقات کچھ چیزیں، کچھ خوبیاں یا کچھ صفات ہم سے بھی زیادہ دے رکھی ہوتی ہیں۔ تو اس لیے ان کو undermine نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ کی ہر مخلوق کے اندر کوئی quality ایسی ہوتی ہے جس کی بنا پر اس کی قدر کرنی چاہیے۔

جس کام کے لیے اس کو پیدا کیا گیا ہے وہ آپ نہیں کر سکتے، ہدہد نے بھی یہی کہا کہ میں جو خبر لے کر آیا ہوں وہ آپ کو نہیں معلوم۔

فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمۡ تُحِطۡ بِهِۦ ---حالانکہ سلیمان علیہ السلام کے پاس تو جن بھی تھے جو طرح طرح کی خبریں لا کر دیتے تھے۔ یہ خبر ہدہد ہی کے حصے میں تھی اور وہی لے کر آیا۔

❖ آیت 24

سبحان اللہ! ایک ہدہد کو سمجھ ہے کہ اللہ رب العالمین کون ہے؟

ہدہد پریشان ہے انسانوں کے شرک پر اور یہ بھی سمجھ ہے کہ شیطان انہیں بہکا رہا ہے۔

یعنی ایک پرندے کے اندر کس قدر سمجھ کی باتیں ہیں، سلیمان علیہ السلام کو بھی علم دیا گیا تھا اور ان کے لشکروں کو بھی بہت علم دیا گیا تھا۔

❖ آیت27

ہدہد کہہ رہا ہے میں یقینی خبر دے رہا ہوں سلیمان علیہ السلام اس یقینی خبر کی بھی تحقیق کرتے ہیں۔

ایک لیڈر کو action لینے سے پہلے یہ تحقیق کرنی چاہیے کہ جو خبر کسی نے آکر پہنچائی ہے وہ سچی بھی ہے یا نہیں، کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ سب ماں کے پاس جا کے روتے ہیں اس بہن بھائی نے یہ کر دیا اُس نے وہ کر دیا توماں کو کیا کرنا چاہیے پھر؟ صرف ایک کی سن کے فیصلہ نہ کرے دوسرے کو بھی بلا کے پوچھے کہ معاملہ کیا ہے تو اکثر آپ دیکھیں گے کہ جو پہلے پہنچ جاتا ہے ہے وہ غلط فیصلہ کروانے کی نوک پر ہوتا ہے۔

❖ آیت28 اب اُسی کو کام سپرد کر دیا گیا جو خبر لایا تھا۔

❖ آیت32

اچھے لیڈر کی Quality

- اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا۔
- اعتماد دیا جا رہا ہے confidence دے رہی ہے۔

وہ بھی کتنے اچھے ساتھی ہیں کہ اپنی قوت کا اظہار کر کے اتھارٹی لیڈر کو دیتے ہیں کہ final decision آپکا اور جس قوم کے اندر یہ نہ ہو اس کے کام کبھی نہیں سنورتے یعنی مشورہ سب دیں ultimate authority کسی ایک کے پاس ہونی چاہیے تاکہ معاملات کا صحیح بروقت فیصلہ ہو سکے ورنہ بہت سے معاملات صرف اسی لیے لٹکتے رہتے ہیں کہ کوئی بھی فیصلہ نہیں لیتا اس پر کہ کرنا کیا ہے۔

❖ آیت34

یعنی دیکھ لو انجام کیا ہوگا۔ جنگ کوئی اچھی چیز نہیں۔ ایک عورت کو یہ بات سمجھ آ گئی۔

تو ایک عقلمند لیڈر جو ہے وہ قوم کے حق میں وہ فیصلہ کرتا ہے جس سے قوم کے حقوق کی حفاظت ہو نہ کہ صرف باتوں اور لفاظی کے ساتھ ایسا جوش دلا دیتا ہے کہ پھر اس کے بعد کے انجام کون جانے۔

❖ آیت35

مزید سمجھداری، دوررسی

کیونکہ تحفے سے دشمنی کم ہوتی ہے، جن رشتہ داروں سے ناراضگی ہے تو رمضان اچھا موقع ہے ایک موقع آ گیا ہے ہاتھ کہ آپ ان کو منا لیں، آپ ان کو سلام بھیجیں، دعائیں بھیجیں، رمضان مبارک کہیں اور اگر ممکن ہو تو کچھ گفٹ بھی بھیج دیں تاکہ ان کے دلوں کی کدورت اور ناراضگی دور ہو یا کچھ کم ہو جائے اور اگلے رمضان تک پھر شاید کچھ اور کم ہو جائے یا شاید مرنے سے پہلے صلح ہو جائے۔

عورت کی جو سمجھداری ہے اس سے خاندانوں میں بڑا فائدہ ہوتا ہے ایک سمجھدار عورت جذباتی فیصلے نہیں کرتی ایسے فیصلے کرتی ہے جس سے اس کی اپنی ذات، اس کے بچے، اس کا گھر، اس کی عزت، اس کی زندگی، اس کی آخرت ہر چیز کا فائدہ ہو کیونکہ اگر عورت بگڑ جاتی ہے اگر عورت ناسمجھ ہو جاتی ہے تو پھر گھر نہیں بنتے۔

اسی طرح اگر کسی قوم کا لیڈر سمجھدار نہ ہو تو وہ قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں جا پھینکتا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس عورت نے اپنی قوم سے کہا اگر اس نے تحفہ قبول کر لیا تو وہ ایک عام بادشاہ ہو گا تو تم اس سے جنگ کر لینا اور اگر اس نے قبول نہ کیا تو نبی ہو گا اس کی پیروی کر لینا۔ پرکھنے کا بھی کتنا اچھا طریقہ ہے۔

❖ آیت 38

اب سلیمان علیہ السلام کی سمجھداری آپ دیکھیے۔

❖ آیت 40

تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ جنوں کے اندر بھی درجات ہیں، کچھ معمولی ہوتے ہیں، کچھ بڑے، کچھ دیو ہیکل، کچھ اس سے بھی بڑے عفریت یعنی اتنی زیادہ قوت اور اس میں علم کی قوت بھی ہے۔ علم کے ساتھ انسان جو فیصلے کرتا ہے وہ بہتر ہوتے۔

نعمت پاکر طرز عمل کیا ہونا چاہیے؟

جب کوئی ایسی چیز آپ کو مل جائے جس سے آپ سوچ ہی نہیں رہے تھے یا آپ کی توقعات سے بڑھ کر یا آپ کے لیے بہت آسانی کا سبب تو اس پر لازمارب کا شکر ادا کریں۔

مثلاً آپ نے اچھی سی نماز پڑھی تو اس پر فخر کرنے کے بجائے آپ اللہ کا شکر ادا کریں یااللہ تیرا شکر ہے اب اس شکر کی وجہ سے اگلی اور اچھی ہو گی۔

نیکی کے کاموں کی توفیق ملنے پر بھی شکر ادا کرتے رہے، اور بندوں کی خدمت کے یا ویسے ہی کوئی فیصلہ یا کوئی بھی اچھی بات اللہ تعالی آپ سے کروالے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّي ۖ اپنی کوشش کو کچھ نہ سمجھا

❖ آیت 41

سلیمان علیہ السلام بھی ملکہ کو ٹیسٹ کر رہے ہیں۔

آپ دیکھیں کہ شخصیت کو پرکھنے کے لئے کچھ چیزیں device کی جاتی ہیں۔ questions ہوتے ہیں کچھ pictures ہوتی ہیں دکھائی جاتی ہیں کچھ activities ہوتی ہیں یہ دیکھنے کے لیے کہ اس بچے یا اس شخص کے اندر کیسی qualities ہیں یہ کام کیسے کر سکتا ہے۔

آج کی دنیا میں یہ ریسرچ بہت ہوتی ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ یہ حکمت ہزاروں سال پہلے سلیمان علیہ السلام کو دی تھی یہ دیکھیں کہ وہ کس کس طریقے سے ٹیسٹ کر رہے ہیں۔

❖ آیت 43

وہ تھی اچھی لیکن اس کا ماحول نہیں تھا کہ جس سے وہ ہدایت پاتی اس کے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا تھا تو سلیمان علیہ السلام اس کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔

❖ آیت 44

یعنی اب latest technology میں میں ایسے floors بنتے ہیں کہ جو شیشے کے ہوتے ہیں اور نیچے سے روشنیاں اور پانی وغیرہ نظر آرہا ہوتا ہے لیکن ہزاروں سال پہلے بھی اللہ تعالی نے ان کو یہ ٹیکنالوجی دے رکھی تھی کہ وہ اپنے محل کو اس طرح تعمیر کریں.

آپ دیکھیے کہ باقی پیغمبروں کے برعکس انہوں نے جہاں دعوت دی تو وہ دعوت آسانی سے قبول ہو گئی۔ تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے ضروری نہیں کہ سارے لوگ انکار ہی کرنے والے ہوں۔

❖ آیت 52

کیانشانی؟ کہ ظلم گھروں کو تباہ کر دیتا ہے۔

تورات میں آتا ہے کہ "اے آدم کے بیٹے ظلم نہ کر یہ تیرے گھر کو تباہ کر دے گا

جو مرد حضرات ظالم ہوتے ہیں بیویوں پر ظلم کرتے ہیں، بچوں پر ظلم کرتے ہیں، تلخ زبان ہوتے ہیں، گالی گلوچ کرتے ہیں ان کے گھر نہیں بستے۔

اسی طرح جو عورت بدزبان ہوتی ہے اور سختی کا معاملہ کرنے والی ہوتی ہے اُس کا بھی نباہ نہیں ہوتا۔

آپ دیکھیے بادل کس طرح ایک دوسرے کے اندر ضم ہو کے بارش برساتے ہیں جو رحمت اور برکت لاتی ہے نرمی کی وجہ سے۔ اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے میں مل جل جاتے ہیں۔

نرمی خیر لاتی ہے اور آپس میں انسان ایک دوسرے میں شیر وشکر ہو جاتے ہیں باہم ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں، ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں ایک دوسرے کی care کرتے ہیں اور اس طرح گھر آباد ہوتے ہیں نسلیں آباد ہوتی ہیں۔ تو اسی لیے ہم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہئے کہ کسی بھی درجے پر اگر سختی ہے ہمارے مزاجوں میں تو اس کے اندر نرمی لائیں الا یہ کہ بچوں کو کبھی کبھار ڈسپلن کرنا ہو ہدہد کی طرح تو اور بات ہے۔ ورنہ ہر روز ہر موقع پر اٹھتے بیٹھتے بددعائیں، گالیاں اور بری بری باتیں۔ یہ طرز عمل خود انسان کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔

تو ظلم حرام ہے۔ قیامت کے دن بھی نقصان کا باعث ہو گا۔ ظلم کے نتیجے میں نیکیاں بھی کام نہیں آئیں گی۔

❖ آیت 59

تو یاد رکھیے!

وعظ و نصیحت سے پہلے اللہ کی حمد و ثناء اور درود پڑھنا ضروری ہے کیونکہ اس میں دونوں چیزیں آگئی ہیں

قُلِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ اور وَسَلَٰمٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ ٱلَّذِينَ ٱصْطَفَىٰٓ

یعنی جب آپ کوئی لیکچر دیں کوئی بات کریں کوئی نصیحت کریں تو پھر نحمدہ و نصلی یہ مختصر ترین ہے ایک لفظ میں تعریف اور ایک لفظ میں درود۔

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں عمل کی توفیق عطا کرے۔ آمین

پارہ 19 کے اہم نکات

1. قرآن چھوڑنے میں جو چیزیں آتی ہیں ان میں سے ایک چیز یہ کہ قرآن کے ذریعے علاج نہ کرنا۔
2. انسان اپنے دوست کے دین پر ہے تو ہر کوئی دیکھے کہ اس کا دوست کون ہے یعنی کن لوگوں کے ساتھ وہ زیادہ تر وقت گزارتا ہے۔
3. انسان کی خوش قسمتی کے دروازے علم حاصل کرنے سے کھل جاتے ہیں۔
4. خالص توبہ گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتی ہے۔
5. آخرت پر یقین انسان کو نیکی کی طرف رغبت دلاتا ہے۔
6. انسانوں اور جانوروں میں ایک بہت بڑا فرق یہ ہے کہ انسانوں کی زندگی میں بڑے مقاصد ہوتے ہیں جب کہ جانوروں کی زندگی لگی بندھی ہوتی ہے بس کھانا پینا، بچے پیدا کرنا اور دنیا کے مزے کرنا اور بس۔
7. ہر پیغمبر کا ایک ہی پیغام تھا کہ لوگ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور اسی سے ڈریں۔
8. ہر کام اپنی خواہش اور مرضی کا ہی کرنا یہ خواہش کو الہ بنانا ہے۔
9. قرآن سمجھنے کے لیے عربی زبان جاننا ضروری ہے۔
10. کسی کے بارے میں کوئی رائے قائم کرنے یا اس کو کوئی سزا دینے سے پہلے بات کی تحقیق کر لینی چاہیے۔
11. دین اور دنیا کے اچھے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔
12. گناہ کرنے والا انسان ایک لوہے کی زرہ کے اندر جیسے جکڑا ہوا ہوتا ہے اور توبہ اسکے وہ حلقے توڑ کر اس کو آزاد کرتی ہے۔
13. مومن ظاہر اور باطن دونوں طرح نیک ہوتا ہے۔
14. ظلم سے گھر برباد ہو جاتے ہیں اور نرمی سے گھروں میں خیر آتی ہے۔
15. عباد الرحمٰن کی چال بڑی باوقار ہوتی ہے یعنی آپ چلتے ہوئے بھی خوبصورت نظر آئیں تو رحمٰن کے خاص بندے ہیں۔

اکیڈمک ڈپارٹمنٹ

(کراچی ریجن)